



۲

## بنیادی اسباب

مؤلف

علامہ محب الدین مصری

مترجم

حکیم قاضی شمس الدین احمد قریشی

شعبہ نشر و اشاعت

مدرسہ اشرفیہ تعلیم القرآن حسن ابدال پاکستان



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝۱

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝۲ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝۳

مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝۴ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝۵

اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ۝۶ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ

عَلَيْهِمْ ۝۷ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ۝۸

یہ کتاب، عقیدہ لا بیری

([www.aqeedeh.com](http://www.aqeedeh.com))

سے ڈائلوڈ کی گئی ہے۔



# سواد اعظم اہل سنت کا ساتھ دیجیے

حضرت علیؑ کی وصیت

منہج البلاغہ جلد دوم ص ۱۱ میں ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا:-

سَيَهْلِكُ فِي صَنَفَانِ مَحَبِّ مَفْرُطٍ  
يَذْهَبُ بِهِ الْحُبُّ إِلَى غَيْرِ الْحَقِّ  
وَمُبْغَضٌ مَفْرُطٌ يَذْهَبُ بِهِ الْبُغْضُ  
إِلَى غَيْرِ الْحَقِّ وَخَيْرُ النَّاسِ فِي حَالِ  
النَّمْطِ الْاَوْسَطِ فَالزَّمُوهُ وَالزَّمُوا  
السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَإِنَّ يَدَ اللَّهِ  
عَلَى الْجَمَاعَةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْفِرْقَةُ  
فَإِنَّ الشَّاذِينَ مِنَ النَّاسِ لِلشَّيْطَانِ  
كَمَا أَنَّ الشَّاذِينَ مِنَ الْغَنَمِ لِلذِّئْبِ  
الْأَمِنْ دَعَا إِلَى هَذَا الشَّعَارِ  
فَاَقْتُلُوهُ وَلَوْ كَانَ تَحْتَ عِمَامَتِي  
هَذِهِ - (منہج البلاغہ جلد دوم ص ۱۱)

عنقریب میرے متعلق دو قسم کے لوگ ہلاک  
ہوں گے ایک محبت کرنے والا، حد بڑھ جانے  
والا جس کو محبت خلاف حق کی طرف لیجائے۔  
دوسرا بغض رکھنے والا، حد سے کم کر دیا۔  
جس کو بغض خلاف حق کی طرف لیجائے اور  
سب سے بہتر حال میرے متعلق درمیانے گروہ  
کا ہے جو نہ زیادہ محبت کرے نہ بغض رکھے  
پس اس درمیانی حالت کو اپنے لئے ضروری  
سمجھو اور سواد اعظم یعنی بڑی جماعت کے  
ساتھ رہو کیونکہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے  
اور خبردار جماعت سے علیحدگی نہ اختیار  
کرنا کیونکہ جو انسان جماعت سے الگ ہو  
جاتا ہے وہ شیطان کے حصہ میں جاتا ہے  
جیسے کہ گلو سے الگ ہونے والی بکری بھیڑیے کا حصہ بنتی ہے آگاہو جاؤ جو  
شخص تم کو جماعت سے الگ ہونے کی تعلیم دے اس کو قتل کر دینا اگرچہ وہ میرے  
اس عمامہ کے نیچے ہو۔



## بُنیادی اسباب

مؤلف

عَلَامَہ مَحَبِّ الدِّینِ مَصْرِی

مترجم

حکیم قاضی شمس الدین احمد قریشی

شعبہ نشر و اشاعت

مدرسہ اشرافیہ تعلیم القرآن حسن ابدال پاکستان



# بنیادی اسباب

مؤلف

عَلَامَہُ مُحَمَّدُ الدِّینُ الْخَطِیبُ مِصْرِی

مترجم

حکیم قاضی شمس الدین احمد قریشی

شعبہ نشر و اشاعت مدرسہ اشرفیہ تعلیم القرآن  
حسن ابدال پاکستان

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

## کتاب افراق امت

دینی شیعہ

اپریل ۱۹۸۳ء

ایس۔ ٹی پرنٹرز دریا آباد گوالمنڈی

راولپنڈی

دو ہزار

اشاعت دوم

مطبع

تعداد اشاعت

قیمت ۵/۰۰ روپے



ملنے کا پتہ

## مکتبہ اشرفیہ

مدرسہ اشرفیہ تعلیم القرآن محلہ اندرون حسن ابدال پاکستان



## فہرست مضامین

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۲	قدرتی رد عمل -	۴	پیش لفظ -
۱۲	سواد اعظم اہل سنت کا مظاہرہ -	۴	سنتی شیعہ اتحاد -
۱۳	زعمائے اہل سنت کی جلالہ طنی -	۵	نئی کوشش -
۱۳	سواد اعظم اہل سنت کے مظاہرہ -	۵	مکہ معظمہ میں شیعہ علمی علماء کا مشترکہ اجلاس بلایا جائیگا -
۱۳	کے بعد رد عمل -	۵	ناکام کوشش -
۱۵	غیبنی کا نمائندہ -	۵	کافر نہ کہاں ہو ؟
۱۶	مبنی بر حقیقت بات -	۶	مسلمان دشمنی -
۱۶	ذرا ادھر بھی توجہ فرمائیے -	۶	عظیم المیہ -
۱۶	شیعوں کی ملت اسلامیہ سے عملاً علیحدگی -	۸	صدام حسین کا قصور -
۱۸	نصاب تعلیم	۸	ایران میں سنتی و شیعہ مسئلہ -
۱۹	افسوسناک جہارت	۸	بنیادی اختلافات -
۲۰	تمام رسول بھی اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے -	۹	صحابہ کرام پر سب سے شتم کا ایرانی انقلاب پر زور حامی -
۲۱	اپیل	۱۰	شیعہ فرقہ کی نئی تکنیک دھڑا مارا اسکیم
۲۱		۱۰	پاکستانی شیعوں کی دھڑا مارا اسکیم
		۱۱	سانحہ نیو کراچی

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۱	ان کے افکار میں کوئی تبدیلی نہیں -	۲۷	اظہار تشکر -
۲۳	تاریخ پر جھوٹ	۲۷	مختلف اسلامی فرقوں اور متعدد اہل فقہ کے درمیان قرب و اتحاد
۲۳	ائمہ پر الزام اماموں کے غیب دان ہونے کا دعویٰ اور حضور علیہ السلام کی وحی کا انکار	۲۳	اہم نکتہ -
۲۹	اماموں کا مقام رسول علیہ السلام سے بڑھ کر ہے	۲۴	افتراق کا بنیادی سبب -
۲۸	اسلامی حکومتوں کے ساتھ انکا موقف -	۲۵	اتحاد کے لئے ضروری ہے -
۲۹	علقی اور ابن حدید کی خیانت -	۲۵	اتحادی ادارے -
۲۹	نجات کا دار و مدار اہل بیت کی ولایت پر ہے	۲۶	اسباب تعارف کے چند ضروری مسائل -
۵۰	تاریخ میں داخل انداز میں شیعوں کا اہل اسلام سے فروغ میں ہیں بلکہ اصول میں اختلاف ہے	۲۶	مسئلہ تقیہ -
۵۲	فرقہ تعمیر کا وجود -	۲۶	قرآن کریم پر طعن -
۵۵	اہل اسلام کی دوستی	۳۱	حضرت علی پر ان کا جھوٹ -
۵۶	چاروں خلفاء راشدین کی باہمی محبت	۳۱	عیسائی مشنریوں کیلئے باعث خوشی
۵۷	ہم کیوں اظہار برائت کریں -	۳۲	حاکموں کے بارے میں ان کی رائے
۵۹	اسماعیلیہ فرقہ	۳۲	شیخین سے کینہ و عداوت -
۶۰	شیعہ خود ہی اتحاد کو نہیں چاہتے بلکہ انکا مقصد مذہب کی اشاعت ہے	۳۵	قاتل فاروق اعظم کی تعظیم
۶۲	قند بابیہ -	۳۶	عجیب عدالت -
۶۳	اصحاب رسول (نظم)	۳۶	شیعہ سے کیونرم کی طرف -
	چند مجرب دوائیں -	۳۸	انتقام و تباہی کی خواہش
		۳۸	رجعت کا عقیدہ -



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَعَلَى  
آلِهِ وَاصْحَابِهِ وَالتَّابِعِينَ لَهُمْ بِأَحْسَنِ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ

## پیش لفظ

از قاضی شمس الدین احمد قریشی مہتمم مدرسہ تشریفہ تعلیم القرآن جن بدال

۱۳۹۳ھ میں اللہ تعالیٰ نے زیارت حرمین شریفین کی توفیق بخشی تو اس دوران کئی ایک نئی کتابوں کے حاصل کرنے اور مطالعہ کے مواقع میسر آئے۔ ان میں ایک کتاب الخطوط العریضہ بھی تھی۔ اس کے مؤلف حضرت الشیخ محب الدین الخطیب جمہوریہ مصر کے معروف محقق، عربی زبان و انشاء کے بہترین ادیب اور مفید ترین کتابوں کے مصنف ہیں۔ خالص طور پر العواصم من القواصم مؤلف قاضی ابوبکر بن عربی (ولادت ۶۶۵ھ وفات ۷۴۳ھ) پر تعلق و حاشیہ انکا ایک عظیم کارنامہ ہے۔

## سنی و شیعہ اتحاد

موصوف مؤلف اس کمیٹی کے ایک اہم رکن تھے جسے ایرانی شیعہ حکومت اور مصری سنی حکومت کی طرف سے فریقین (سنی و شیعہ) کو آپس میں قریب لانے اور اتفاق و اتحاد کی فضا قائم کرنے کا اہم کام سونپا گیا تھا جس کیلئے طویل جدوجہد کی گئی اور متعدد مجلسیں منعقد ہوئیں مگر جو نتیجہ اس عظیم کوشش کا ظاہر ہوا اُسے ہمارے پیش لفظ کے بعد صفحہ ۲۳ سے آپ حضرت علامہ موصوف کی زبانی مٹینے۔

## نئی کوشش

اہل سنت کے حلقہ اثر میں سے کچھ لوگ کوشاں ہیں کہ دونوں فریق باہمی قریب ہو جائیں۔ ان میں بریلوی حلقہ کے مشائخ علماء ولادت امام حسین رضی اللہ عنہ کو مشترکہ منا کر قرب چاہتے ہیں اور وہ تو پہلے بھی شیعہ سنی بھائی بھائی کا نعرہ لگا چکے ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ جماعت اسلامی کے امیر میاں طفیل محمد صاحب بھی اس بحر بے کنار کی شناوری کا اعلان کر رہے ہیں ملاحظہ ہو ان کا بیان :-

## مکہ معظمہ میں شیعہ سنی علماء کا مشترکہ اجلاس بلایا جائیگا

لاہور ۲۰ فروری (نمائندہ خصوصی) کالعدم جماعت اسلامی کے امیر میاں طفیل محمد نے کہا ہے کہ شیعہ سنی اتحاد کے سلسلہ میں رابطہ عالم اسلامی کا مرکزی دفتر کام کر رہا ہے اور اعلیٰ مسجد کمیٹی برائے مساجد نے شیعہ و سنی مسلمانوں کو باہمی تصادم سے بچانے کے لئے فیصلہ کیا ہے کہ مکہ معظمہ میں دونوں فرقوں کے نمایاں علماء کا ایک اجلاس بلایا جائے اور یہ کوشش کی جائے کہ باہمی اختلافات حدود کے اندر رہیں اور سیاسی اختلافات نہ چھڑے جائیں جن سے اسلام دشمن طاقتوں کو فائدہ اٹھانے کا موقع ملے۔ انھوں نے کہا کہ مسلمانوں کے ان دونوں فرقوں کے درمیان اختلافات کو ہوا دے کر اسلام دشمن طاقتیں مسلمانوں کو تباہ کرنے کی سازش کر رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں نے دو سال مستقل اس سلسلہ میں بات کی تھی اور امام کعبہ کی سربراہی میں ایک وفد ایران بھیجا تھا (فوائے وقت راولپنڈی ۲۲ فروری ۸۸ء) ناکام کوشش — میاں صاحب اگر ہمارا کی تلاش میں نکلیں تو امکان

ہے تعجب ہے کہ آپ حضرات امت کے دو گروہوں کے درمیان علماء صلح کرنے والی عظیم شخصیت حضرت امام حسنؑ کا یوم کیوں نہیں مناتے جنہوں نے حضرت معاویہؓ سے صلح کی کہ امت کو مجتمع فرمایا تھا۔



ہے کہ ان کے سر پہ اگر بیٹھ جائے مگر شیعوں کے دل سے اہل سنت کی نفرت نکل جائے تو یہ بالکل انہونی بات ہوگی جبکہ اس کی بنیاد ہی بغض و عداوت، نفرت و سب و شتم پر رکھی گئی ہے۔

نخستِ اول چوں نہد مہم سار کج تاثیر می رود دیوار کج  
خود ہی انصاف سے بتائیں امام کعبہ عبد بن سبیل جیسی عظیم شخصیت کو ایران بھیج کر کیا کیا اور کیا گتوایا؟

اگر میاں صاحب کو کانفرنس کرانے کا بہت شوق  
کانفرنس کہاں ہو؟ ہے تو حرمین شریفین کی سرزمین تو ان جھگڑوں سے پاک ہے بلکہ پوری سعودی مملکت میں سنی شیعہ کوئی جھگڑا نہیں اور نہ ہی وہاں محرم چالیسویں وغیرہ کے کوئی جلوس ہیں نہ ننگے پاؤں آگ پر ماتم کا فراڈ ہے نہ سینہ کوئی اور زنجیر زنی ہے۔ اس لئے اس پُر امن ماحول میں اس قسم کی کانفرنس کی کوئی ضرورت نہیں۔ البتہ یہ کانفرنس تہران یا قم میں ہو یا بغداد و نجف اشرف میں یا پھر کراچی و لاہور وغیرہ میں۔

شیعوں کے دل سے مسلمانوں کی عداوت نکال باہر  
مسلمان دشمنی کرنے میں کوئی کانفرنس کیسے کامیاب ہو سکتی ہے جبکہ اس دوڑ تک کے اسی فرقے کے مصنفین و اکابر برابر عہد اول کے مسلمانوں کے خلاف نفرت کے جذبات بھڑکاتے رہتے ہیں اور خاص طور پر ایرانی، تو کسی قیمت پر عرب مسلمانوں کو معاف کرنے کو تیار نہیں۔ اسی دور کا ایرانی مؤلف تفتیہ کے لباس کو تار تار کر کے پھینک کر تمام عربوں کے بارہ میں شمول اہل بیت رسول علیہ السلام لکھتا ہے:۔۔۔ جس دن سے سعد بن وقاصؓ نے خلیفہ دوم (حضرت عمرؓ) کے حکم سے ایران کو فتح کیا اسی دن سے ایرانیوں نے ایک کینہ اور

انتقام کی جس اپنے دلوں میں پرورش کرنی شروع کر دی تھی۔ باخبر حضرات بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ شیعہ مذہب کی بنیاد میں ہی اعتقادی مسائل کے علاوہ ایک سیاسی مسئلہ بھی تھا۔ اہل ایران اپنی مملکت کی تباہی اور ہزاروں بے گناہ جانوں کے اتلاف کو مٹھتی بھرنے کے پاؤں عرب بدوؤں کی طرف سے نہ قبول کر سکتے تھے نہ معاف یا فراموش کر سکتے تھے۔

اہل بیت رسولؐ کے ساتھ محبت کے پیچھے بھی ایک سیاسی علت کار فرما تھی وہ اسلام کے سب پیشوا اور عرب کے سب قبائل ایرانیوں کے لئے برابر تھے کسی کے ساتھ کوئی مخصوص تعلقات نہ تھے۔ (شیعہ مؤلف آقائے حسین کاظم زادہ ایرانی، تجلیات روح ایرانی فارسی ط ۵ مطبوعہ تہران بار دوم)

ایک دوسرے مقام پر مؤلف مذکور لکھتا ہے:۔۔۔ ابتدا و اسلام سے ہی (حضرت) عمرؓ کے متعلق جس نے سلطنت ایران کو برباد کیا تھا ایرانیوں کے دل میں ایک کینہ اور عداوت پیدا ہو گئی تھی اگرچہ اس کینہ کو (محبت اہل بیت) کے مذہبی پردوں کے پیچھے چھپانے کی کوشش کی گئی (تجلیات روحانی ایرانی فارسی ط ۵ طبع دوم تہران)۔

اس وقت عالم اسلام جن مصائب سے گزر رہا ہے لبنان و  
عظیم المیہ افغانستان۔ ایری ٹیریا اور ہندوستان میں آسام کے مسلمانوں پر جو قیامت صغریٰ ٹوٹی ہے وہ کس مسلمان پر مخفی ہے مگر ان حالات و واقعات کے باوجود ایران و عراق جنگ میں کمی نہیں آئی۔ کھرپوں روپے اسلحہ پر خرچ کئے جا رہے ہیں اور ہزاروں انسانوں کو تباہ کر یا جا رہا ہے مگر کسی مصالحت کنندہ کی بات خمینی صاحب سننے کو تیار نہیں یہاں تک کہ:

لے بخوانہ رفض کی فریب کاریاں ۱۵ مؤلف قاضی شمس الدین جہا نقشبندی ہزاروی۔



”اتر امن کیٹی کے اہم مکان، روساء و سلاطین کی بار تہران و بغداد کا چکر لگا چکے ہیں مگر خمینی صاحب کسی کی ماننے کو تیار نہیں۔“

**صدام حسین کا قصور** | صدر مملکت عراق صدام حسین کا بڑا جرم صرف اتنا ہے کہ وہ خمینی صاحب کو اپنا روحانی پیشوا نہیں تسلیم کرتا اور شیعہ مذہب کا پیروکار نہیں۔ اگر صرف سوشلسٹ ہونے سے نفرت ہوتی تو خمینی صاحب کو حافظ الاسد سربراہ شام سے بھی اتنی نفرت ہوتی اور اس کے معزول کرانے اور اس کے خلاف بھی فتویٰ کفر جاری کرتے جبکہ وہ پکا البعثی کیونسٹ ہے مگر اس سے اس لئے محبت و پیار اور دوستی ہے کہ وہ شیعہ کیونسٹ ہے۔

**ایران میں سنی و شیعہ مسئلہ** | بعض لوگ نادانستہ اور بعض دانستہ طور پر غلط پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ ایران میں سنی و شیعہ کا کوئی مسئلہ نہیں۔ اس بارے میں ایران کے ایک مقتدر سنی عالم شیخ محمد بن صالح ضیائی ایرانی کا انٹرویو کویت کے ہفت روزہ ”المجتمع“ کے عربی زبان میں شائع کیا ہے جسے ماہنامہ ”الحق“ نے شائع کیا ہے۔ بغور ملاحظہ فرمائیں۔ وہ فرماتے ہیں:-

**بنیادی اختلاف** | چاہیے تھا کہ دونوں فریقے اس شان سے رہیں کہ ایک قوم معلوم ہوں اور ان کے درمیان کوئی فرقہ امتیاز نہ ہو لیکن حقیقت اسکے خلاف ہے۔ ہمارا (اہل سنت) کا عقیدہ یہ ہے کہ ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کا شمار اسلام کی مایہ ناز اور مخلص شخصیتوں میں سے ہے اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دخول جنت سے شرف یاب

لے ماہنامہ الحق جلد ۸ شماره دوم صفر المظفر ۱۴۰۲ھ نومبر ۱۹۸۱ء۔

ہوں گے۔ اسکے برخلاف شیعہ معاذ اللہ انھیں جہنمی قرار دیتے ہیں۔ سنیوں کا عقیدہ ہے کہ علماء اسلام کا منصب و مقام اقتدار و وقت کی رہنمائی ہے اور شیعوں کا خیال خام ہے کہ علماء دین کو نبیوں کا درجہ حاصل ہے اور اللہ اور اسکے رسول کی طرح ان کا فیصلہ بھی قطعی اور آخری ہے۔ سنی و شیعہ کے مابین اس طرح اور بہت اختلاف ہیں تو پھر اتحاد و اتفاق کہاں ممکن ہے؟

**صحابہ کرام پر سب و شتم کا ایرانی انقلاب پُرور حامی ہے** | شیخ موصوف جواب میں فرماتے ہیں:- ”اتنی بات تو بہر حال صحیح ہے کہ حضرت علی۔ حسن و حسین اور ائمہ شیعہ کو چھوڑ کر بقیہ سائے صحابہ کی اہانت اور ان پر سب و شتم کی حکومت تائید کرتی ہے۔ انقلابی نمائندوں نے تو باقاعدہ بعض یہا توں میں ایسے رسائل تقسیم کئے جن سے صاف صحابہ کرام کی توہین اور ان کی شان میں گستاخی ہوتی ہے۔ ذمہ داران حکومت سے جب اسکی شکایت کی گئی تو محض سنی علاقوں میں ان رسائل کی تقسیم پر پابندی عائد کی۔ یہاں اس تلخ حقیقت کا ذکر بجا نہ ہوگا کہ شیعہ برابر صحابہ کرام کو کفر خائن و غدار۔ فاسق و فاجر ملحد و لادین اور دوزخی اور جہنمی قرار دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر ابھی حال ہی میں رمضان سے قبل آیت اللہ خمینی نے ٹیلیوژن پر آخری بات کہہ دی کہ ماتم کی محفلیں سجائے رہنا ابتداء اسلام سے آج تک فرقہ ناجیہ کا خاص شعار رہا ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ نکلا کہ جو گریہ و زاری اور آہ و بکا نہیں کرتے۔ سیاہ لباس نہیں پہنتے وہ غیر ناجی ہیں۔ یہ آیت اللہ خمینی کا اہل سنت کے جہنمی ہونے کا صاف فیصلہ ہے۔ شیعہ مذہب کی بنیادی کتابیں اس کی تائید کرتی ہیں اور اس قسم کی کتابوں کی نشر و اشاعت میں (انقلابی حکومت)



کی طرف سے بھرپور تعاون کیا جاتا ہے (ماہنامہ الحق صفحہ ۲۱ نومبر ۱۹۸۲ء)

شیعہ فرقہ کی نئی تکنیک دھڑنا مارا اسکیم

یوں تو یہ اسکیم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف بلوائیوں نے اختیار کی تھی مگر عہد حاضر میں اس کو چالو کر نیک شرف بھی خمینی صاحب کے پیروکاروں کے حصہ میں آیا ہے۔ حج جیسے مقدس فریضہ کی ادائیگی کے مبارک موقع پر ایرانی قافلوں نے یکجہتی و اتحاد کو پارہ پارہ کیا اور عالم اسلام کو رسوا کرنے کی مکر وہ کوشش کرتے ہوئے حرم مکی اور حرم مدنی میں جلوس نکالنے اور قدم قدم پر خمینی کے نعروں لگانے اور اس کی تصاویر کو بینر بنا کر پھرنے کی ہرجگہ کوشش کی اور پھر مسجد نبوی اور جنت البقیع کے سامنے دھڑنا مار کر بیٹھ گئے اور منع کرنے پر وہاں کی پولیس پر حملہ آور ہو گئے انصاف کیجئے! کیا حج کا مقدس فریضہ اسی مقصد کے لئے ہے کہ اس کو سیاسی پروپیگنڈے کا ذریعہ بنایا جائے اور اگر عالم اسلام کے ۹ کروڑ افراد میں سے آئے ہوئے حجاج اپنے اپنے ملک کے شاہوں، صدروں، لیڈروں، عالموں اور پیروں کے نعروں لگائیں اور علیحدہ علیحدہ جھنڈے کتبے، تصاویر اور بینر اٹھائے ہوئے اپنے اپنے ملک و قوم اور اپنے اپنے سیاسی مسلک کے لئے جدوجہد میں مصروف ہوں تو حج کی یہ عبادت ایک جگہ ہنسائی اور دنگہ فساد کا میدان نہیں بن جائیگا۔

پاکستانی شیعوں کی دھڑنا مارا اسکیم

پاکستان کے شیعوں نے بھی اس تکنیک کو آزمانا شروع کر دیا ہے۔ وہ ان مظاہروں اور جلوسوں سے حکومت پر دباؤ ڈال کر جائزہ ناجائز مطالبات منوانے کے لئے جھمکانا چاہتے ہیں۔ انھوں نے حکومت کی داخلی

اور خارجی پریشانیوں سے فائدہ اٹھاتے کے لئے بہترین وقت کا انتخاب کیا ہے جبکہ پاکستان کی سرحد پر روس کی فوجیں اپنے تمام اسلحہ سے لیس موجود ہیں اور پاکستانی سرحد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بارہا وہ پاکستانی شہریوں کی جان مال کو نقصان پہنچا چکے ہیں۔ ایسے حالات میں یہ مظاہرے حکومت کو بلیک میل کرنے کے لئے اور جھمکانے کے لئے بہترین کردار ادا کر سکتے ہیں اور کر رہے ہیں جس کی ایک مثال تو ۳-۴ جولائی ۱۹۸۲ء کو اسلام آباد میں ہزاروں کی تعداد میں ملک کے مختلف حصوں سے جمع ہو کر مظاہرہ اور سکرٹریٹ کا گھراؤ تاریخی دھڑنا مار کر کیا اور اپنے مطالبات منوائے۔

یہ سانحہ شیعہ تخریب کاری اور ملکی و شہری نظام کو درہم برہم کرنے اور اپنے مطالبات منوانے کے لئے ایک انتہائی غلط راہ کھولنے کے مترادف تھا۔ اس کی تفصیل اخبارات میں آچکی ہے ملاحظہ ہو۔ (ملخص از اخبار روزنامہ جسارت کراچی ۶ فروری ۸۳ء جنگ راولپنڈی، فروری۔ جنگ کراچی ۱۱ فروری ۱۹۸۳ء)۔

گودھرا کالونی نیو کراچی میں سنی مسلمانوں کی ۲۵/۲۰ ہزار کی آبادی ہے اور صرف ۵/۱۰ گھر شیعوں کے ہیں شیعوں نے سنی آبادی کے عین وسط میں ایک رہائشی پلاٹ پر غیر قانونی طور پر امام باڑہ بنالیا تھا۔ جہاں اشتعال انگیزی کرتے رہتے تھے۔ چونکہ یہ امام باڑہ غیر قانون تھا اس لئے حکام نے، ۱۱ جنوری کو یہ فیصلہ کیا کہ اس امام باڑہ میں شیعہ مزید توسیع نہیں کریں گے اور اسکے بجائے امام باڑہ کے لئے ایک دوسرا پلاٹ مختص کر دیا گیا۔ اس فیصلہ کو فریقین (سنی و شیعہ) نے تسلیم کر لیا تھا لیکن اسکے باوجود ۲۸ جنوری کو شیعہ بڑی تعداد میں وہاں جمع ہو گئے۔ اشتعال انگیز تقریریں کیں اور معاہدہ کی خلاف ورزی



کرتے ہوئے امام باڑہ میں نئی تعمیر شروع کر دی۔

اہل سنت والجماعت نے جب انہیں اس سے منع کیا تو اشتعال میں آ کر انہوں نے امام باڑہ کے قریب سنی مسلمانوں کے مکانوں کو آگ لگا دی اسی دوران قرآن پاک بھی جلانے گئے (العیاذ باللہ) لیکن شیعوں کی خلاف ورزی کے باوجود پولیس نے انسانی مسلمانوں کو گرفتار کیا۔ اسکے باوجود تحریک کا ہی کی سازش کے تحت شیعوں نے جمع ہو کر ایم اے جناح روڈ کو ہلاک کر دیا۔ اور ۵ فروری بروز جمعہ دہشتہ وہاں دھڑا مار کر بیٹھے رہے۔ اشتعال انگیز تقریریں کیں اور نعرے لگائے۔ انکے دباؤ میں آ کر حکومت سندھ نے ان کے جائز مطالبات تسلیم کر لئے۔

**قدرتی رد عمل** | سواد اعظم اہل سنت والجماعت کے اندر حکومت سندھ کی اس طرفداری اور شیعوں کی نازی برداری اور بے گناہ اہل سنت کے نوجوانوں کی گرفتاری پر رد عمل ایک قدرتی بات تھی۔ سواد اعظم کے وفد نے حکومت کے ذمہ دار لوگوں کو صورت حال سے آگاہ کیا اور غصے طور پر گورنر سندھ سے تفصیلی ملاقات کی اور اپنے مطالبات پیش کئے۔ مگر جب محسوس کیا کہ ان نازک مزاج حاکموں سے مطالبات کی پذیرائی تو کجا شنوائی بھی دشوار ہے تو مجبور ہو کر سڑکوں پر نکلنا پڑا۔

**سواد اعظم اہل سنت کا مظاہرہ** | مظاہرہ کیا تھا انسانوں کا ٹھٹھا ٹھٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا۔ جب کو کسی ایک روڈ کو ہلاک کرنے کی ضرورت نہیں تھی درجنوں روڈ خود بخود ہلاک ہو گئے۔ جسے بی بی سی جیسے اہل سنت کے بارہ میں متعصب ادارہ نے پانچ لاکھ نفوس سے بھی زیادہ بتایا جو انتظامیہ کی روز تک شیوہ

مظاہرین کے سامنے ہاتھ جوڑتی رہی اس نے اہل سنت کے پرامن مظاہرین سے نمٹنے کے لئے لاکھوں شیلوں اور گولیوں کی زبان کو استعمال کیا۔ جس سے کئی مسلمان شہید ہوئے اور بہت سارے زخمی ہو گئے اور کرفیو تک نوبت پہنچی۔

**زعما اہل سنت کی حب الوطنی** | چونکہ مسئلہ خالصتاً دینی اور مذہبی تھا جس سے سیاسی لوگ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے اس لئے اکابر اہل سنت سواد اعظم نے حکومت سے تصادم اور توڑ پھوڑ کے راستے کو نہیں اختیار کیا بلکہ عوام کے جذبات صحیح سمت پر ڈالتے ہوئے پرامن رہنے کی اپیل کی۔ اب حکومت کا فرض ہے کہ مسائل کی حقیقت کو معلوم کر کے ایسا حل کریں کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو اور وہ اسباب ختم ہو جائیں جن سے فساد پیدا ہوتا ہے۔ اس میں پہلی بات یہ ہے کہ کوئی فرقہ کسی فرقے کے اکابر کو سب و شتم اور لعن طعن نہ کرے۔ اور اپنی عبادات اور مذہبی رسوم کو اپنے اپنے عبادت خانوں اور مسجدوں میں ادا کریں نہ یہ کہ اپنی رسوم کے جلوس بازاروں و گلیوں میں لے جا کر فساد برپا کریں۔

**سواد اعظم اہل سنت کے مظاہرہ کے بعد رد عمل** | کراچی میں اہل سنت بے مثال مظاہرہ کے بعد سیاسی مذہبی لیڈروں کے بیانات ملاحظہ فرماویں • خان فدا محمد خان کالعدم مسلم لیگ کے ایک سابق وزیر نے اہل سنت کے اپنے جائز مطالبات کے لئے مظاہرہ پر اپنے ایک اخباری بیان میں کہا: "قیام پاکستان کے مخالف عناصر ملک میں خانہ جنگی کرنا چاہتے ہیں (جنگ اخبار راولپنڈی ۲۵ فروری ۱۹۸۳ء)۔"



• شاہ فرید الحق، کالعدم جمعیت علماء پاکستان کے ڈپٹی جنرل سکریٹری بولتے ہیں:-  
 "بعض عناصر مسلمانوں کے مابین منافرت اور محاذ آرائی کی کیفیت پیدا کر رہے ہیں اور اسی سلسلہ میں انہیں بیرونی مالی امداد حاصل ہے آج ورلڈ اسلامک مشن کی جانب سے پریس کو جاری کیا گیا۔ (جنگل افروزہ)  
 • مولانا محمد شفیع اوکاڑوی نے کہا:-

کراچی میں وہ لوگ جنکا مول میں شامل ہیں جو نظام اسلام کے قانون میں رکاوٹ ڈالنا اور امن و امان تباہ کرنا چاہتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے قیام پاکستان کی مخالفت کی تھی اور اب تک پاکستان کو تسلیم نہیں کیا۔ (نوائے وقت اخبار راولپنڈی ۲۲ فروری ۱۹۸۳ء)۔

• سواد اعظم ایکشن کمیٹی۔

کمیٹی کے مرکزی کنوینر مولانا غلام رسول چشتی نے کہا:- "امت مسلمہ کے متفقہ عقائد کے برعکس ایک محدود گروہ نے فرقہ واریت کو ہوائے کرم ملک کا امن و امان خراب کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ شیعہ و سنی امن و امان اور بھائی چارے سے اکٹھے رہ رہے تھے اور کبھی کوئی ایسا ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ مولانا نے بتایا کہ سواد اعظم ایکشن کمیٹی کا قیام سٹے عمل میں لایا گیا ہے کہ ہر سطح پر اس گروپ کا محاسبہ کیا جائے۔ (جنگل راولپنڈی یکم مارچ ۱۹۸۳ء)۔ یاد رہے اس کمیٹی کے صدر محو شاہ ہزاروی ہیں۔

لے راتوں رات کمیٹی عمل میں لائی گئی اور نام بھی ہیر پھیر سے سواد اعظم رکھا تا کہ لوگوں کو جال میں پھنسا یا جاسکے۔ "نیا دام لائے پرانے شکاری"۔ دراصل کمیٹی اہل سنت کے مخالفین کی ترجمان ہے جو شیعہ و سنی کے عقائد کو امت مسلمہ کے متفقہ عقائد بنا کر دھوکا دینا چاہتی ہے جبکہ شیعہ، اہل سنت کے عقیدہ کے برخلاف اماموں کو معصوم اور مامور من اللہ سمجھتے ہیں اور اہل سنت کے نزدیک معصوم اور مامور من اللہ صرف انبیاء علیہم السلام ہیں (شرح عقائد)۔

• خمینی صاحب کا نمائندہ:-

"پاکستان کے لئے آیت اللہ خمینی کے نمائندہ آیت اللہ طاہری نے شیعہ سنی مسلمانوں پر زور دیا ہے کہ وہ اسلام دشمن عناصر کی سازشوں سے ہوشیار رہیں۔ انہوں نے کہا سب مسلمان ہیں اور ایک ہی مذہب، ایک کتاب اور ایک رسول کے ماننے والے ہیں اور ہمارا قبلہ بھی ایک ہے اس کے بعد بعض جزئی اور ثانوی معاملات کو ہمیں باہم ٹکڑے کرنا باعث نہیں بننا چاہیے۔ (نوائے وقت راولپنڈی ۲ مارچ ۱۹۸۳ء)۔

انصاف فرمائیے! ذرا غور سے ان تمام بیانات کو پڑھئے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب بیانات بیاں باز آیت اللہ کی ہلائی ہوئی تار کے مطابق راگ الاپ رہے ہیں جو کہ مختلف پیرایوں سے اہل سنت و الجماعت کے حق میں ایک ہی مظاہر سے ایسے بوکھلا گئے ہیں کہ اب پبلک کا ذہن مسموم کرنے کے لئے جھوٹے الزام اور بہتان تراش رہے ہیں۔

• اسلام دشمن عناصر کی سازش • قیام پاکستان کی مخالفت • پاکستان کو تسلیم نہیں کیا • بیرونی ہاتھ • بیرونی امداد حاصل ہے • امن و امان کو تباہ کرنا چاہتے ہیں • اسلامی قانون میں رکاوٹ ڈالنا چاہتے ہیں • پاکستان کے مخالف غائبی کرنا چاہتے ہیں۔

اہل سنت کے خلاف یہ داویلا کرنے والے اس وقت کہاں تھے جبکہ شیعہ نے اپنی قوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ۳-۴ جولائی ۱۹۷۹ء کو اسلام آباد کا گھر اُڑا دیا اور طاقت سے اپنے مطالبات منوائے اور پھر کراچی میں ۴-۵ فروری کو دھڑ مار کر بیٹھ گئے اور ایم اے جناح روڈ کو بلاک کیا اور اپنے مطالبات کے سامنے سندھ حکومت کو جھکا لیا۔ اس وقت تو کسی سیاسی یا مذہبی شیعہ سنی لیڈر نے



نہیں کہا کہ شیعہ امن و امان تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ اسلامی قانون کے نفاذ میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں۔ انہیں بیرونی امداد حاصل ہے وغیرہ وغیرہ۔ اُس وقت خاموشی اور اب آسمان کو سر پر اٹھانا اور ایکشن کمیٹیاں بنانا کس بات کی غمازی کرتا ہے۔ کیوں نہ کہا جائے کہ یہ بیاں باز زبان حال سے کہہ رہے ہیں۔

انہی کے مطلب کی کہ رہا ہوں زباں میری ہے بات انکی  
انہیں کی محفل سنو اتنا ہوں چراغ میرا ہے رات انکی

ان ناخدا ترس لوگوں نے اپنی لیڈری چمکانے  
اور دنیا کے کچھ وقتی منافع کے لئے جھوٹ  
**مبنی بر حقیقت بات**  
تراشے اور طرح طرح کے بہتان باندھے جن میں سے کچھ کا ذکر اوپر آچکا ہے مگر اس سانحہ کراچی کا مبنی بر حقیقت بیان صدر مملکت جنرل ضیاء الحق صاحب کا ہے جو ملک کے حالات اور تمام پارٹیوں کے بارے میں صحیح معلومات رکھتے ہیں کہ کون ملک دشمن اور ملک کے امن و امان کو تباہ کر رہا ہے اور کس کو بیرونی امداد حاصل ہے۔ وہ اپنے ایک بیان میں اس واقعہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”ابتدا بعض شیعہ حضرات سے ہوئی جو دھڑنا مار کر بیٹھ گئے اس کے بعد اہل سنت آگئے بعد میں اہل سنت بریلوی مکتب فکر کے لوگ آگئے کہ وہ کیوں کسی سے پیچھے نہیں (نوائے وقت ۲۵، فروری ۱۹۸۳ء)۔

نیز فرمایا کہ کراچی کے واقعات میں نہ تو کوئی سیاسی ہاتھ کار فرما ہے اور نہ ہی کوئی بیرونی عنصر (جنگ راولپنڈی ۲۵، فروری)۔

ذرا ادھر بھی توجہ فرمائیے! تھوڑے عرصہ میں شیعہ فرقہ کی طرف سے درجنوں

ایسی کتابیں نئی تصنیف کی گئی ہیں جن میں اکابر صحابہ کرام سیدنا فاروق اعظم و حضرت عثمان غنیؓ اور ائمہ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ پر وہ بہتان و الزام تراشی کئے گئے ہیں اور اتنی دلا زاری کی گئی ہے جس کی مثال اسلامی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ اتنے بکواس اور گالیاں تو راج پال نے بھی اپنی رسوائے زمانہ تصنیف ”رنگیلا رسول“ میں بھی نہیں دی ہونگی جتنی پاکستان کی سرزمین میں لاہور جیسے شہر میں رہ کر ذاکر غلام حسین جعفری نجفی نے اپنی تصنیف قول مقبول میں دی ہیں جسے اب بلوچستان کی حکومت نے ضبط کیا ہے۔ ان حالات میں جو اہل سنت کو اتحاد کا سبق یاد دلانا چاہتے ہیں یا نام نہاد اہل سنت کے دعویدار اہل سنت کو دبانے کے لئے ایکشن کمیٹیاں بنا کر محاسب بن رہے ہیں اور دعوے کر رہے ہیں کہ کوئی ناخوشگوار واقعہ نہیں پیش آیا۔ کیا حضرت عائشہ کو گالی دینا اور حضرت عثمانؓ کو برا کہنا اور تمام صحابہ کرام کو غائن و غاصب بتانا اور پھر سنیوں کی دکانوں کو آگ لگانا جیسا کہ گڑھ مہاراجہ میں پیش آیا ہے جس سے لاکھوں بچے کی املاک جل کر تباہ ہو گئی ہیں۔ یہ کوئی ناخوشگوار واقعہ نہیں؟ جبکہ اس دور میں شیعہ خود تقیہ کو چھوڑ کر ڈنکے کی چوٹ پر کام کر رہے ہیں تو آپ بھی کھل کر ایک طرف ہو جائیں اور سنیت کا لبیل اتار دیں تاکہ سادہ لوح اہل سنت تمہارے فریب سے نکل سکیں۔ اور اپنے صدر محمود شاہ کی تصنیفات کو بغور پڑھ لیں تاکہ آپ حضرات کو معلوم ہو جائے کہ وہ اصلیت کے لحاظ سے کس پلڑے میں ہیں۔ ورنہ کم از کم حضرت مولانا عبد الغفور ہزارویؒ کی تحریریں ان کے بارہ تسلی کرادیں گی انہی کو دیکھ لیں۔

ذرا سی عقل رکھنے والا شخص بھی اس ضرورت سے انکار نہیں کر سکتا اور خاص طور پر

**اتحاد و اتفاق کی ضرورت**



اس وقت جن حالات سے مجموعی امت مسلمہ گزر رہی ہے اور جن مصائب سے دوچار ہے اتحاد و اتفاق امت کی انتہائی ضرورت ہے مگر وہ واقعہ میں کیا ہو ورنہ اگر بقول قرآن پاک کے تَحْسِبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّىٰ دلوں میں بغض و مخالفت اور زبان سے اتحاد ہوا تو اس سے اختلاف اور بڑھے گا۔

جیسا کہ ایران میں خمینی صاحب اتحاد و اتفاق کا نعرہ بلند کر رہے ہیں اور ان کے نمائندہ نے یہاں بھی ایک خدا۔ ایک رسول۔ ایک قبلہ کی بات کی ہے مگر آج تک تہران جیسے شہر میں لاکھوں سنیوں کے لئے ایک مسجد بھی نہیں بننے دی اور پاکستان کے سنیوں کے پورے شہر میں شیعوں کے دو گھروں کے لئے امامبارہ ہونا چاہیے اور وہ مسجد کے ساتھ ملا ہوا حکومت ایک کمیشن مقرر کرے جو معلومات حاصل کرے جو حقوق ایران میں سنی اقلیت کو حاصل ہیں وہی حقوق شیعہ اقلیت کو دیئے جائیں تاکہ ہمیشہ کا جھگڑا ختم ہو جائے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اصل اسباب کو بغور دیکھیں اور پڑھیں کہ اتحاد کی راہ میں اصل رکاوٹ کیا ہے

شیعوں کی ملت اسلامیہ سے عملاً علیحدگی | یا اہل سنت میں سے شیعہ تکثیب فکر کے لوگ

اُن کی ترجمانی کرنے والے حقیقت میں اتحاد اتحاد پکار کر اہل سنت کو خواب غفلت میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔ ورنہ پوری دنیا کو علم ہے کہ شیعہ نے اپنے آپ کو ملت اسلامیہ سے مکمل طور پر علیحدہ کر لیا ہے۔

① اسلام کا وہ کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر پیش فرمایا اور اسے قبول کرنے والوں کو اپنی جماعت میں شامل فرمایا۔ اب اس کلمہ میں شیعوں نے مستقل طور پر اضافہ کر دیا ہے جو کہ عَلِيُّ وَلِيُّ اللَّهِ وصی رسول اللہ وغیرہ بلکہ اب تو

امام خمینی کے نام کا کلمہ بھی مشہر کیا جا رہا ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (امام الخميني) (تہران ٹائمز ۲۹ جون ۱۹۷۹ء بروز اتوار)  
② اذان جسے خاتم النبیین علیہ السلام نے مسجد نبوی سے شروع کرایا اور جس کی آواز پورے عالم میں گونج رہی ہے اسے بھی بدل دیا جس کا مظاہرہ روزانہ امامبارہ کے لاؤڈ اسپیکر سے ہوتا ہے۔

③ وضو اور نماز جیسی عبادت میں وہ امت مسلمہ سے یکسر جدا ہیں۔ اور عبادت کے مسئلہ میں تو وہ امام معصوم کے انتظار میں ہیں اس لئے نمازیں علیحدہ پڑھتے ہیں  
④ قرآن پاک کے بارے میں جو اس وقت مسلمانوں کے پاس ہے ان کے عقائد اسی کتاب میں ملاحظہ فرمائیے۔

⑤ نصاب تعلیم | دینیات کا وہ نصاب جو مسلمان بچوں کو پڑھایا جاتا تھا اس کے خلاف احتجاج اور مظاہرے کر کے شیعہ طلبہ کے لئے جداگانہ نصاب منظور کر کے ملت اسلامیہ سے علیحدہ ہو گئے۔

⑥ عہد رسالت سے اب تک زکوٰۃ ایک تھی جو اسلامی حکومتیں پوری امت سے وصول کرتی تھیں جس میں فقہی مکاتب فکر کا کوئی لحاظ نہیں تھا مگر اب شیعہ نے حکومت کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اور اپنا مطالبہ مظاہرں کے زور سے منوالیا ہے۔ عشر کا نفاذ بھی اہل سنت پر ہو گا۔ شیعہ عشر نہیں منجے تعجب کی بات یہ ہے کہ زکوٰۃ اور عشر لینے میں تو پیش پیش ہیں۔ لینا تو ناجائز نہیں لیکن دینا ناجائز ہے۔

بہیں تفادوت راہ از کجا است تا بہ کجا

⑦ اسلامی تعزیرات کو بھی ماننے کے لئے تیار نہیں۔ چود کے ہاتھ کاٹنے اور دیگر حدود کے بارے میں بھی وہ ملت اسلامیہ سے جداگانہ تصور رکھتے ہیں۔



۵ سلام جو مسلمانوں کی پہچان ہے۔ اس تک کو انہوں نے ترک کر دیا ہے۔ اور وہ آپس میں ملتے ہوئے یا علی مدد۔ مولا علی مدد، کہتے ہیں۔

۴ حج کے مسئلہ میں بھی وہ امت محمدیہ علیہ السلام سے جدا ہیں۔ ان کی عورتیں محرموں کے بغیر حج پر جا سکتی ہیں اور حج میں جا کر بھی مناسک حج کی فکر سے زیادہ مذہبی اور سیاسی پروپیگنڈا اور نوحہ کی مجلسیں قائم کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ خواہ اس کے لئے کرایہ کے نوحہ خواں ڈھونڈنے پڑیں۔

۱۰ اہل اسلام کا پختہ عقیدہ ہے کہ دین اسلام خدا کا آخری دین ہے اور مکمل ہو چکا اور خاتم النبیین علیہ السلام نے اپنا کام مکمل فرمایا اور اسے ادھوا چھوڑ کر شریف نہیں لے گئے۔ تکمیل دین کا آخری اعلان حج الوداع کے موقع پر جمعہ کے روز رب العالمین کی طرف سے لاکھوں کے مجمع میں حج کے مقدس اجتماع میں ان الفاظ سے کیا گیا۔ اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمْ الْاِسْلَامَ دِينًا۔

اب اس کے مقابلہ میں خمینی صاحب کے خیالات افسوسناک جسارت ملاحظہ فرمائیے اور انصاف کیجئے۔

تہران ٹائمز کے انگلش تراشے کا ترجمہ۔ اتوار ۲۸ جون ۱۹۸۰ء

خمینی حنظلے امام مہدی کی پیدائش کے بارے میں نیشنل ٹیلیوژن کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا:-

اے خمینی صاحب نے اپنے محرم کے خطبہ میں تاکید دی کہ گریہ کی مجلس ترک نہ کریں اور بتایا کہ حضرت امام باقر علیہ السلام نے اپنی وفات سے پہلے چند لوگوں کو اجرت دیکر دس سال متی میں گریہ کرنے کی وصیت فرمائی (ہفت روزہ شیعہ لاہور یکم تا ۸ جنوری ۱۹۸۰ء)

امام زماں سماجی بہنو اور انصاف کا پیغام لائیں گے۔ جس سے تمام دنیا کی کایا پلٹ جائیگی۔ یہ ایک ایسا کام ہے جس کو حاصل کرنے کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی مکمل طور پر کامیاب نہ ہوئے تھے۔ اگر رسول اللہ کے لئے مسلمانوں کو بہت خوشی ہے تو امام زمان کے لئے تمام انسانیت کو بہت خوشی ہونی چاہیے۔ میں اسکو لیڈر نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ اس سے بہت کچھ زیادہ تھے میں اس کو سب سے پہلا بھی نہیں کہہ سکتا کیونکہ اسکا کوئی دوسرا نہیں۔

خمینی صاحب تمام رسول بھی اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے کی ایک دوسری

تقریر جو کہ تہران ریڈیو سے نشر ہوئی اور جسے کویت کے روزنامہ الرائی العام نے شائع کیا۔ بحوالہ پندرہ روزہ تعمیر حیات لکھنؤ۔ اگست ۱۹۸۰ء۔

اب تک کے سارے رسول دنیا میں عدل و انصاف کے اصولوں کی تعلیم کے لئے آئے لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔ حتیٰ کہ نبی خزانہ ان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو انسانیت کی اصلاح اور مساوات قائم کر آئے تھے اپنی زندگی میں نہ کر سکے۔ وہ واحد ہستی جو یہ کارنامے انجام دے سکتی ہے اور دنیا سے بددیانتی کا خاتمہ کر سکتی ہے، امام مہدی کی ہستی ہے اور وہ مہدی موعود ضرور ظاہر ہوں گے۔

آخر میں تمام اہل اسلام سے مخلصانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپیل خمینی صاحب کے ان خیالات کو جن سے امت

مسلمہ کے ختم نبوت اور تکمیل دین کے بنیادی عقیدے کو مجروح کیا گیا ہے بغور پڑھیں اور پھر خود فیصلہ فرمائیں کہ ان خیالات کے ہوتے ہوئے اہل سنت ان کے ساتھ کس طرح اتفاق و اتحاد پیدا کر سکتے ہیں



جشن ایران میں شریک ہونے والے بعض سنی مدعوین جو ان کا نمک گھا کر اور ان کے خیالات سے بہرہ ور ہو کر خمینی جٹا اور ان کی حکومت کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مشابہ قرار دیتے ہیں۔ وہ بھی خدا را خمینی صاحب کے ارشادات کو غور سے پڑھیں اور اپنی آنکھیں بند نہ کریں۔ ورنہ ان کے ذریعہ جو لوگ راہ راست سے بھٹکیں گے ان کا وبال بھی انہی پر آئے گا۔ اور سوچ لیں کہ کل قیامت کو حضور نبی کریم علیہ السلام اور صحابہؓ کے سامنے کیا عند پیش کریں گے؟

اس کتاب کو تعصب کی عینک اتار کر پڑھنے والے ہر فرد کو سنی ہو یا شیعہ یہ معلوم ہو جائیگا کہ اصل رکاوٹیں کیا ہیں اور ان کو کس طرح دور کیا جاسکتا ہے۔ اوپر تمام مکاتب فکر، سنی و شیعہ، اہل حدیث - دیوبندی - بریلوی وغیرہ متحد ہو کر اپنے اصل دشمنوں کیونسٹوں، صیہونیوں اور دیگر وہ اقوام جو مسلمانوں کو تباہ کرنے پر تلی ہوئی ہیں کا مقابلہ کر سکیں گے۔

اظہار تشکر :- آخر میں ان تمام احباب کا مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں کسی قسم کا بھی تعاون فرمایا ہے۔

والسلام

قافی شمس الدین احمد قریشی

۲۰ جمادی الاول ۱۴۰۳ھ

بروز اتوار ۶ مارچ ۱۹۸۳ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مختلف اسلامی فرقوں اور متعدد اہل فقہ کے درمیان قرب و اتحاد

مسلمانوں کے افکار و خیالات و مقاصد میں جوڑ و اتحاد پیدا کرنا اسلام کے اہم تقاضوں میں سے ہے۔ نیز قوت، ترقی اور اصلاح کے وسائل میں سے ہے۔ اور یہ قرب و اتحاد اہل اسلام کے افراد اور جماعتوں کے لئے ہر زمان و مکان میں بہترین خیر ہے۔

اور اس تقریب کی دعوت دوسری اغراض سے پاک ہو اور نیز اس کا نقصان جو اس کی تفصیل کے بعد مرتب ہو اگر نفع سے بڑھ نہ جائے تو اس کا قبول کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے اور ساتھ ہی اس اتفاق کے سلسلہ میں کامیابیوں کے لئے تعاون کرنا بھی ضروری ہے۔

پچھلے چند سالوں میں اس دعوت کا خوب چرچا ہونے لگا اور رفتہ رفتہ اس کا اثر بڑھنے لگا یہاں تک کہ یہ بات ازہر شریف تک پہنچ گئی۔ جامعہ ازہر اہل سنت و الجماعت کی عظیم ترین اور مشہور دینی درس گاہ ہے جو مذاہب اربعہ کے موافق اہل سنت کی تعلیم کا پرچار کرتی ہے۔

یوں تو صلاح الدین ایوبی مرحوم کے دور ہی سے مسلسل اتحاد و جوڑ کی کوشش ہو رہی تھی مگر اس کا دائرہ اب ازہر شریف نے مزید بڑھا دیا اور اہل سنت کے علاوہ دیگر مذاہب کو سمجھنے کی کوشش شروع کی اور سب سے زیادہ توجہ



مذہب شیعہ اثنا عشریہ امامیہ پر مبذول کی گئی اور اب بھی اس ستنے پر محنت ہو رہی ہے اسلئے یہ عظیم موضوع اس قابل ہے کہ اس کو پڑھا جائے اس پر بحث کی جائے اور اس کو ہر اس مسلمان پر پیش کیا جائے جس کو اس سلسلہ سے کوئی ادنیٰ سا تعلق و واقفیت ہے۔ اور اس موضوع کی مشکلات اور نتائج تک پہنچنا جانتا ہو جبکہ یہ دینی مسائل طبعاً مشکل بھی ہیں تو ضروری ہے کہ اس موضوع پر محنت نہایت ہی حکمت و بصیرت اور میانہ روی سے ہو۔ اس بحث کے علمی دلائل اس پر کھلے ہوئے ہوں اور اس کا قلب علم الہی کے نور سے منور ہو اور نیز وہ فیصلہ کرنے میں انصاف کا دامن چھوڑنے والا نہ ہو۔ تاکہ اس محنت کے مطلوبہ نتائج سامنے آسکیں۔

**اہم نکتہ** پہلی بنیاد جس کو اس کام میں ہم ضروری سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ جن مسائل میں کسی ایک فریق ہوں تو ان میں تمام فریق رغبت رکھیں تو کامیابی کے امکانات روشن ہوتے ہیں اور اگر رغبت یکطرفہ ہو، فریق ثانی میں رغبت نہ ہو تو نتائج خاطر خواہ نہیں برآمد ہو سکتے۔

سُنی شیعہ اتحاد پر ہم آپ کے سامنے ایک مثال پیش کرتے ہیں۔ ایک حکومت نے جس کا سرکاری مذہب شیعہ ہے مصر میں ایک دفتر بنایا اور اس کا تمام تر خرچ برداشت کیا۔ اس مہربان شیعہ حکومت نے اس سخا وِ جود کے ساتھ صرف ہم اہل سنت کو مخصوص کیا مگر اپنے اہل وطن و ہم مذہب لوگوں کے ساتھ بخل کا مظاہرہ کیا۔ اس قسم کا کوئی ادارہ جو شیعہ دوستی اتحاد کے لئے کام کرنا۔ تہران۔ قم۔ نجف اشرف۔ جبل عامل وغیرہ میں جو شیعہ مذہب کے نشر و اشاعت کے مراکز ہیں۔ ان میں قائم نہ کیا۔ بلکہ اسکے برعکس ان پچھلے برسوں سے شیعہ مذاہب کے مراکز سے ایسی کتابیں شائع ہوتی رہیں جن کی وجہ سے باہمی افہام و تفہیم مکر ہوئی اور اتفاق و اتحاد کی عمارت کی بنیادوں تک کو ہلادیا۔ جن کے پڑھنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں

ان میں سے صرف ایک کتاب "الزہراء" نامی جسے علماء نجف نے شائع کیا ہے جسے استاذ البشیر الابرہیمی شیخ الجزائری نے اپنے ایک سفر عراق میں دیکھا۔ اس کتاب میں انہوں نے امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب کے بارہ میں لکھا ہے کہ عمر ایسی بیماری میں مبتلا تھے جو صرف انسانوں کے پیشاب ہی سے شفا پا سکتی ہے۔

وہ ناپاک رو جس جن سے اس قسم کے مذہبی گناہ سرزد ہوں وہ زیادہ مستحق اور ضرورت مند ہیں کہ ان کو رواداری کا سبق دیا جائے اور اتحاد و اتفاق کی دعوت پیش کی جائے بہ نسبت اہل سنت و الجماعت کے جبکہ اہل سنت کو اہل بیت کی شیعہ سے زیادہ محبت ہے۔

**افتراق کا بنیادی سبب** افتراق کا سبب ان کا یہ دعویٰ ہے کہ اہل بیت کے محب صرف ہم ہی ہیں ورنہ اصحاب رسول کے ساتھ مخفی اور ظاہری کینہ اور بغض ہے۔ صحابہ کرام اسلام کی عمارت کی اساس و بنیاد ہیں۔ یہ عمارت ان کے مونڈھوں پر قائم ہے۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جو لوگ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی شخصیت کے بارے میں اس قسم کا ناپاک کلام کریں یہ لوگ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ انکے کینہ اور کھوٹ کو دور کیا جائے اور اہل سنت و الجماعت کے اس پیارے موقف کا شکریہ ادا کریں کہ اہل بیت کی محبت سے ان کے دل سرشار ہیں اور ان کی تعظیم و اکرام کے بارہ میں کوئی تقصیر نہیں کرتے البتہ اگر اس کو تفصیر سمجھ کر ہم اہل سنت اہل بیت کو معبود نہیں سمجھتے اور ان کو خداوند تعالیٰ کے ساتھ کسی معاملہ میں بھی شریک نہیں سمجھتے جس کا مختلف مواقع میں فریق ثانی کی طرف سے مظاہرہ ہوتا ہے تو ہم کسی قیمت پر بھی اس اتحاد کو نہیں قبول کر سکتے جس میں ہمیں غیر اللہ کی عبادت کرنی پڑے اور توحید خالص سے ہاتھ دھونے پڑیں اتحاد کے لئے ضروری ہے کہ طرفین میں ایک دوسرے کو سمجھنے اور قریب



کرنے کا جذبہ کار فرما ہو اور جب تک سالبہ موجبہ سے نہ مل جائے نتیجہ نہیں برآمد ہو سکتا۔ یکطرفہ کوشش سعی لا حاصل ہے جس کا اب تک مظاہرہ ہو رہا ہے۔

**اتحادی ادارے** اہل سنت کے ایک مرکزی مقام مہر کے علاوہ شیعہ مذہب کی ریاستوں میں سے کسی شہر میں بھی اس قسم کا کوئی ارادہ نہیں جہاں سے شیعہ سنی اتحاد کی آواز اٹھائی جاتی ہو اور نہ ہی کسی شیعہ درسگاہ میں اہل سنت کے موقف کو سمجھنے کی اور اتحاد کی تعلیم دی جاتی ہے تو اگر یہ کوشش صرف ایک فریق کے مرکز میں ہو جیسا کہ ازہر میں ہو رہا ہے اور دوسرا فریق اس پر توجہ نہ دے تو اس پر توجہ نہ دے تو اس کی کامیابی کی کوئی امید نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کوئی نتیجہ برآمد ہو سکتا ہے۔

**اسباب تعارف کے چند بنیادی مسائل** اسلامی فقہ فقہ اسلامی کے اہل سنت و اہل شیعہ کے ہاں مصدر و مرجع ایک نہیں، کہ دونوں فریق اسکے اصول کو تسلیم کرتے ہوں۔

فقہ اسلامی کی شرعی بنیاد آئمہ اربعہ کے ہاں اور ہے اور اہل شیعہ کے ہاں اور ہے جب تک ان بنیادی اصولوں میں مفاہمت و تقاربت نہیں ہوتی اور جب تک طرفین اسکے لئے آمادہ نہ ہوں اور فریقین کے دینی مدارس اور علمی معاهد میں کام شروع نہیں ہوتا، فروعات میں پڑنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ یہ صرف اضاعت وقت شمار ہوگا۔ اصول سے ہماری مراد اصول فقہ نہیں بلکہ اصول دین ہیں جو جڑ اور بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں۔

## مسئلہ تقیہ

پہلی بنیاد جو ہمارے اور انکے درمیان مخلصانہ کوششوں میں رکاوٹ ہے وہ

مسئلہ تقیہ ہے۔ یہ وہ دینی عقیدہ ہے جو اہل شیعہ کے لئے ان باتوں کے اظہار کو مباح قرار دیتا ہے جو ان کے دلوں میں نہیں ہیں جس سے اہل سنت کے سلیم القلوب افراد دھوکا کھاتے ہیں کہ واقعی جس اتفاق و اتحاد کی دعوت زبان سے دے رہے ہیں اسکو دل سے بھی چاہتے ہوں گے حالانکہ شیعہ نہ اس کو چاہتے ہیں اور نہ ہی پسند کرتے ہیں اور نہ ہی اس کے لئے کوئی کام کرتے ہیں اور یہ اتحاد خالصتاً یکطرفہ ہوتا ہے۔ دوسرا فرق یعنی شیعہ ایک بال کے برابر بھی آگے نہیں بڑھتا اور اگر تقیہ کا چکر چلانیو لے ہمیں مطمئن کرنے کے لئے چند قدم ہماری طرف بڑھیں تو بھی جمہور شیعہ کے خواہش علم ان ڈرامہ کھیلنے والوں سے بالکل الگ ہتے ہیں اور نہ ہی ان مصالحتی کوشش کرنے والوں کو حق دیتے ہیں کہ جمہور شیعہ ان کی کسی بات کو قبول کریں گے۔

**قرآن کریم پر طعن** قرآن کریم ہمارے اور انکے درمیان وحدت و اتحاد کے لئے ایک جامع مرجع تھا۔ مگر ان کے ہاں اصول دین

میں سے ہے کہ تاویل آیات اور معانی و مقصود آیات میں صحابہ کرام نے رسول اللہ علیہ السلام سے جو کچھ سمجھا اور حاصل کیا ہے وہ قابل اعتبار نہیں اور نیز جس عمت کے سامنے قرآن مجید نازل ہوا ہے ان سے جن ائمہ کرام نے علم قرآن پاک کو حاصل کیا ہے وہ بھی قابل اعتماد نہیں ہیں بلکہ علماء و خف میں سے شیعہ مذہب کے ایک بڑے عالم الحاج میرزا حسن بن محمد تقی النوری البطرسی نے جس کا مقام انکے ہاں یہ ہے کہ ۱۳۲۰ھ میں اسکی موت ہوئی تو اسے مشہد مرتضوی کے قبلی دروازہ میں دفن کیا ہے جو انکے ہاں اقدس البقاع (نہایت مقدس ٹکڑا) شمار ہوتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب شہر نجف اشرف میں مذکور مجتہد میرزا نے ۱۲۹۲ھ میں ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام رکھا ہے

”فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الامر باب“



اس کتاب میں مولف مذکور نے سینکڑوں عبارتیں مختلف صدیوں کے علماء و مجتہدین شیعہ کی پیش کی ہیں جن سے استدلال کیا ہے کہ قرآن پاک میں کمی و بیشی کی گئی ہے طبری کی بھی کتاب ایران میں ۱۲۸۹ھ میں طبع ہوئی جس کے خلاف شیعہ کی طرف سے احتجاج کیا گیا۔ اس لئے کہ شیعہ علماء یہ چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کے بارے میں شبہات صرف خواص تک ہی محدود رہیں اور ان کی متعدد معتبر سینکڑوں کتابوں میں محفوظ رہیں اور ان تمام کو ایک کتاب میں اکٹھا نہ کیا جائے تاکہ مخالفین کو اس مخفی راز کی اطلاع نہ ہو اور ان کے ہاتھ ہمارے خلاف ایک قوی حجت نہ آجائے۔ جب ان کے سنجیدہ طبقے نے اس کتاب کے خلاف لکھا تو میرزا صاحب نے ان کے خلاف اور کتاب لکھی اور اس کا نام رکھا "مد بعض الشبهات عن فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب" یہ دفاع مولف نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں کیا اور دو سال بعد موت واقع ہوئی تو اس محنت کے صلہ میں کہ (قرآن مجید کو محرف ثابت کرنے کی کوشش کی) اسے ایک ممتاز مکان مشہد علوی میں دفن کیا گیا۔ اس نجفی عالم نے قرآن مجید میں نقص ثابت کرنے کے لئے اپنی کتاب کے حوالہ پر بطور استشہاد کے پیش کیا کہ قرآن میں ایک سورۃ ہے جیسے شیعہ (سورۃ الولایۃ) کہتے ہیں اس میں حضرت علیؑ کی ولایت کا ذکر ہے :- **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا بِالنَّبِيِّ وَالْوَلِيِّ الَّذِينَ بَعَثْنَاهُمْ** یا انکم الی الصراط المستقیم۔

مصری وزارت انصاف کے بڑے باخبر عالم الاستاذ محمد علی سعودی نے جو نہایت ثقہ اور امانت دار ہیں اور حضرت شیخ محمد عبدہ کے تلمیذ خاص ہیں۔ انہوں نے ایک ایرانی مخطوط قرآن مستشرق برائن کے پاس دیکھا اور اس سے اس کا فوٹو سیٹ لیا۔ عربی متن کے ساتھ فارسی زبان میں ترجمہ بھی تھا۔ جیسا کہ طبری نے اپنی کتاب فصل الخطاب میں تحریف کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایسے ہی ایک

دوسری کتاب "دستان مذاہب" میں جو فارسی زبان میں ہے۔ اس کے مولف محسن فانی الکشمیری نے بھی تحریف فی القرآن کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور یہ کتاب ایران میں متعدد بار طبع ہو چکی ہے۔ علامہ مستشرق نزلو کہ نے اس کتاب سے مذکورہ جھوٹی سورۃ (الولایۃ) کو اپنی کتاب تاریخ المصاحف جلد ۲ ص ۱۰۲ پر نقل کیا ہے جس کو روزنامہ اخبار الآسیوۃ فرانس نے ۱۸۴۲ء کو ۲۳۹-۲۴۰ پر درج کیا ہے۔

اور جیسا کہ نجفی عالم نے سورۃ الولایۃ سے استشہاد کیا کہ قرآن محرف ہے۔ ایسا ہی اس نے کافی کا حوالہ دیا جبکہ کافی مذہب شیعہ میں وہ درجہ رکھتی ہے جو اہل سنت کے ہاں صحیح بخاری کا ہے۔ مطبوعہ ایران ۱۲۸۹ھ ص ۲۸۹ کی حسب ذیل نص کو پیش کیا ہمارے متعدد احباب نے سہل ابن زیاد سے انہوں نے محمد بن سلیمان سے انہوں نے ابو الحسن ثانی علی بن موسیٰ رضا (متوفی ۲۸۰ھ) کے ساتھیوں سے نقل کیا ہے۔ میں نے عرض کیا اے امام رضا! میں آپ پر قربان ہو جاؤں ہم قرآن میں آیات کو سنتے ہیں وہ ہمارے پاس نہیں جیسے ہم سن رہے ہیں اور ہم پسند نہیں کرتے کہ ایسے پڑھیں اس لئے کہ یہ قرآن ویسا نہیں جیسا ہمیں آپ کی طرف سے پہنچا ہے تو کیا ہم گنہگار تو نہیں ہونگے؟ پس انہوں نے جواب میں فرمایا کہ نہیں۔ پڑھتے رہو جیسا کہ تم نے سیکھا ہے عنقریب تمہارے پاس آئیگا جو تمہیں قرآن سکھائے گا۔ **اقراؤ وما تعلمتم فسیجئکم من یعلمکم** اس میں کوئی شک نہیں کہ امام رضا کے ذمہ من گھڑت بات لگائی ہے مگر اس کا مفہوم یہ نکلتا ہے کہ یہ فتویٰ امام کی طرف سے ہے کہ جو لوگ مصحف عثمانی کو پڑھتے ہیں وہ گنہگار نہیں ہیں البتہ شیعہ مذہب کے خواص بعض بعض کو وہ قرآن سکھاتے ہیں جو اس قرآن مصحف عثمانی کے خلاف ہے جو ان کے خیال کے مطابق انکے پاس موجود ہے یا وہ آئمہ اہل بیت کے پاس تھا



وہ قرآن مزعوم جس کو چھپایا ہوا ہے اور تقیہ کے عقیدہ کی وجہ سے اپنے عوام پر ظاہر نہیں کرتے اس میں اور مصحف عثمانی میں یہی فرق ہے کہ مصحف عثمانی خواص و عوام سب کے لئے عام شائع ہے۔ اور اس قرآن مجید کے خلاف حسین بن محمد نقی النوری طبرسی نے کتاب (فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب) تصنیف کی ہے جس میں اپنے علماء کی مستند کتابوں سے سینکڑوں حوالے پیش کئے ہیں۔ اب اس کتاب کے خلاف جو شیعہ کی طرف سے مظاہرہ ہوا ہے اور اظہار براءۃ کیا گیا ہے یہ بھی عقیدہ تقیہ کا عملی مظاہرہ ہے ورنہ شیعہ مذہب کی کتابوں کے حوالوں کی وجہ سے ان کا بھی یہی یقین ہے کہ یہ قرآن محرف ہے۔ وہ صرف اس بات کو روکنا چاہتے ہیں کہ قرآن پاک کے بارے میں اس عقیدہ کی وجہ سے ہنگامہ نہ پیدا ہو۔ یہ بات اپنی جگہ باقی رہے گی کہ قرآن دو ہیں۔ ایک عام معلوم دوسرا خاص مکتوم۔ (چھپایا ہوا) اور سورۃ الولایۃ اسی مکتوم قرآن کی ہے۔ امام رضا پر جو افتراء باندھا ہے یہ عقیدہ اسی کی بنیاد پر ہے اقل او کما تعلمتم فسجیثکم من بعدکم اور شیعہ مزعومات میں سے ہے کہ قرآن پاک کی کچھ آیات چھوڑ دی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ: وَجَعَلْنَا عَلَیْکُمْ صَہْرًا (ہم نے علی کو آپ کا داماد بنایا ہے)۔ یہ آیت سورۃ الم نشرح مکی ہے اور حضرت علیؑ مکہ مکرمہ میں آپ کے داماد نہیں تھے۔ مکہ مکرمہ میں آپ کے داماد صرف عاص بن ربیع اموی تھے جن کی تعریف جناب رسول اللہ علیہ السلام نے مسجد نبوی کے منبر پر فرمائی۔ جب حضرت علیؑ نے حضرت فاطمہؑ کے اوپر ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا اور حضرت فاطمہؑ الزہراء رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام سے اس کی شکایت کی۔ حضرت علیؑ حضور علیہ السلام کے داماد ہیں۔ آپ کی ایک بیٹی ان کے نکاح میں تھی تو حضرت عثمانؓ کو اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی دو بیٹیوں کی وجہ سے داماد بنایا اور جب دوسری بیٹی کا بھی انتقال

ہو گیا، تو اس وقت آنحضرت علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ لو کانت لنا ثلثۃ لزواجنکھا "اگر میری تیسری بیٹی ہوتی تو وہ بھی عثمانؓ کے نکاح میں دیتا۔" ان کے ایک عالم ابو منصور احمد بن ابی طالب طبرسی متوفی ۵۵۰ھ نے اپنی کتاب (الاحتجاج علی اهل اللجاج) میں لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے ایک زندیق کو (جس کا نام نہیں لیا) فرمایا تیرا میرے خلاف بولنا قرآن پاک کی اس آیت کے خلاف ہے (وان خفتہم الا تقسطوا فی الیتمی فانکحو ما طاب لکم من النساء)۔

قسط کا لفظ یتیم عورتوں کے نکاح میں عام عورتوں کے مشابہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی تمام عورتیں یتیم ہوتی ہیں۔ اس کا ذکر پہلے چلا آتا تھا جس کو منافقین نے قرآن سے ساقط کر دیا۔ جو فی الیتمی اور من النساء کے درمیان ثلث قرآن سے بھی زیادہ قصص اور خطاب پر مشتمل تھا۔

یہ حضرت علیؑ کے اوپر ان کا صریح جھوٹ ہے کہ انہوں نے اپنی خلافت کے دوران بھی قرآن پاک کے اس ثلث متروک کا نہ اعلان کیا اور نہ ہی مسلمانوں کو اس کے رائج کرنے کا حکم دیا۔ اور نہ ہی اس سے ہدایت حاصل کرنے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کو فرمایا۔

عیسائی مشنریوں کے لئے باعث خوشی  
کتاب فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب  
شائع ہونے اور ایران و نجف اور دیگر ممالک کے شیعہ عوام میں پھیلنے کے بعد جسے عرصہ استی برس کے قریب کا ہو رہا ہے جس میں خداوند تعالیٰ اور اس کے برگزیدہ بندے پر سینکڑوں جھوٹ باندھے گئے ہیں دشمنان اسلام عیسائی مشن والوں نے خوب خوشیاں منائیں اور مختلف زبانوں میں اسکے ترجمے شائع کئے۔



اس کا ذکر محمد مہدی اصفہانی الکاملی نے اپنی کتاب (احسن الودیعة) کے جزو ثانی کے صفحہ پر کیا ہے۔ یہ کتاب روضات الجنات کے حاشیے (ذیل کے طور پر طبع ہوئی) کتاب الکافی کی دو صریح عبارتیں۔ اس کتاب کا مقام شیعہ مذہب میں وہی ہے جو شیعوں کے ہاں بخاری شریف کا ہے۔ پہلی روایت :-

عن جابر الجعفی قال سمعت ابا جعفر علیہ السلام یقول: ما ادعی احد من الناس انہ جمع القرآن کلمہ کما نزل الا کذاب وما جمعه وحفظہ کما انزلہ الا علی بن ابی طالب والائمة بعده۔ (کتاب الکافی طبع ایران ۱۲۷۴ھ - ۵۴ - طبع ایران ۱۳۸۱ھ)

جابر جعفی روایت کرتے ہیں میں نے سنا ابو جعفر علیہ السلام سے فرماتے تھے جو شخص دعویٰ کرے کہ اس نے قرآن کو جیسے نازل ہوا جمع کیا وہ بہت جھوٹا ہے سوائے علی بن ابی طالب اور ان کے بعد کے ماموں کے کسی نے نہ قرآن پا

کو جمع اور نہ محفوظ کیا ہے جیسا کہ وہ نازل ہوا ہے۔

اب جو شیعہ اس کو پڑھے گا اس کے صحیح ہونے کا اس کو یقین و ایمان ہوگا؟ ہے اہل سنت! تو ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ اہل شیعہ نے امام باقر ابو جعفر کے اوپر جھوٹ باندھا ہے۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے دوران صرف اسی قرآن پاک پر عمل کرتے تھے جس کو ان کے بھائی سیدنا عثمانؓ نے جمع کیا اور ملکوں میں پھیلایا۔ ان کے زمانے سے لیکر آج تک وہ قرآن ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ یہ کارنامہ اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے جو حضرت عثمانؓ کے حصہ میں آیا ہے اور اگر حضرت علیؓ کے پاس کوئی اور قرآن ہوتا تو اپنی خود مختار حکومت میں اس قرآن کو نافذ کرتے اور مسلمانوں کو حکم کرتے کہ دنیا میں اس قرآن کو پھیلاؤ اور اس کے مطابق عمل کرو اور اگر مصحف عثمانی کے علاوہ کوئی قرآن حضرت علیؓ کے پاس تھا مگر انہوں نے اس کو چھپائے رکھا تو پھر آپ نے خدا اور اس کے رسول اور دین اسلامی

کے ساتھ خیانت ہے کہ اصلی قرآن سے انسانیت کو محروم کر دیا۔ جابر جعفی جو اس مجرمانہ بات کے سُنے کا دعویٰ کر رہے اگرچہ اہل شیعہ کے ہاں ثقہ اور معتبر آدمی ہے مگر اہل سنت کے ہاں جھوٹا ہونے میں شہرت یافتہ ہے۔ ابویکے الحمانی امام اعظم ابو حنیفہؒ کا قول نقل کرتے ہیں :-

کہ میں نے جن لوگوں کو دیکھا ہے ان میں سے حضرت عطاءؒ سے زیادہ بہتر آدمی نہیں دیکھا اور جعفی سے زیادہ جھوٹا کسی کو نہیں پایا۔

اسی سلسلہ میں مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہمارا مقالہ مجلہ ۳۰ ص ۱۳۷-۱۳۸ھ) دوسری روایت :- جعفی کی روایت سے بھی یہ دوسری روایت زیادہ جھوٹی ہے امام باقر کے فرزند امام جعفر صادقؑ پر ابو بصیر نے باندھا ہے۔ (کتاب الکافی ص ۵۴ مطبوعہ ایران ۱۳۷۴ھ)۔

ابو بصیر کہتا ہے کہ میں ابو عبد اللہ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے یعنی ابو عبد اللہ جعفر صادقؑ نے فرمایا :-

وان عندنا لمصحف فاطمة علیہا السلام۔ قال قلت وما مصحف فاطمة؟ کہ ہمارے پاس فاطمہ علیہا السلام کا قرآن ہے میں نے عرض کیا کہ فاطمہ کا قرآن کیا ہے تو آپ قال مصحف فیہ مثل قرآنکم هذا نے فرمایا وہ قرآن تمہارے اس قرآن ثلاث مرات والله ما فیہ من قرآنکم کے تین گونا ہے (یہ قرآن ۳۰ پارے ہے تو وہ حرف واحد۔ ۹۰ پارے ہو) اور خدا کی قسم اس قرآن میں تمہارے

اس قرآن کا ایک حرف بھی نہیں ہے۔

آئمہ اہل بیت پر شیعہ کی جھوٹی روایتیں پرانی ہیں محمد بن یعقوب کلینی الرازی نے ایک ہزار برس پہلے ان کو اپنے اسلاف سے جمع کیا ہے جو شیعہ مذہب کی عمارت

کافی مطبوعہ ایران ۱۳۸۱ھ کے صفحہ ۲۳۸ پر یہ روایت ہے۔



کے مہندس نقشہ بنانے والے اور بنیاد رکھنے والے تھے۔ جن ایام میں اسپین پر عرب مسلمانوں کی حکومت تھی، تو امام ابو محمد بن حزم عیسائی پادریوں سے انکی مذہبی کتابوں کے بارے میں مناظرے کرتے تھے اور دلائل و براہین ان کی تحریف تبدیلی کو پیش کرتے تو عیسائی مناظر مقابلے میں دلیل پیش کرتے کہ شیعہ علماء نے قرآن کو بھی تو محرف ثابت کیا ہے۔ تو علامہ ابن حزم نے انہیں جواب دیا کہ شیعہ کا یہ دعوئے نہ قرآن پر حجت ہے اور نہ ہی اہل اسلام پر۔ اس لئے کہ جس شخص کا قرآن کی تحریف کا عقیدہ ہو وہ مسلمان نہیں کافر ہے۔ تو کافر کا قول قرآن پاک پر کیسے حجت ہو سکتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔ (کتاب الفصل فی الملل والنحل لابن حزم جلد ۲ ص ۷۵ نیز جلد ۴ ص ۱۸۲ الطبعۃ الاولی قاہرہ)۔

**عالموں کے بارے میں انکی رائے** | سب سے خطرناک حقیقت جس کی طرف ہم اسلامی حکومتوں کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ مذہب شیعہ اثنا عشریہ کی بنیاد جس پر قائم ہے وہ یہ عقیدہ ہے کہ جناب رسول اللہ علیہ السلام کے دنیا سے کوچ فرمانے کے بعد سوائے حضرت علی کے دوسرے حکومت کے تمام کی تمام شرعی حکومتیں ہیں اور کسی شیعہ کے لئے جائز نہیں کہ ان حکومتوں کی محبت سے تابعداری کرے اور صمیم قلب سے انہیں تسلیم کرے بلکہ ملع سازی کرتے ہوئے ان کو اندھیرے میں رکھے اور تقیہ سے کام لے۔ اس لئے کہ جتنی حکومتیں گزر چکی ہیں یا اب ہیں یا آئندہ ہونگی وہ تمام کی تمام غاصب حکومتیں ہیں۔ شیعہ مذہب میں شرعی حکام جنہیں صمیم قلب سے تسلیم کرنا چاہیے وہ صرف بارہ امام ہیں خواہ انہیں حکومت کا موقع ہاتھ آیا ہو یا نہ آیا ہو۔ اور ان کے علاوہ حضرات کبھی مسلمانوں کے مصالح کے ذمہ دار بنے ہیں (سیدنا) ابو بکر و عمر سے لیکر اجتک ہیں یا آئندہ ہونگے کتنی ہی انہوں نے اسلام کی خدمت کی ہو اور کتنی اسلام

کی دعوت کے پھیلانے اور کلمہ حق زمین پر بلند کرنے کے لئے مشقتیں اٹھائی ہوں اور ان کی وجہ سے جس قدر زمین کے رقبوں پر اسلام پہنچا ہو وہ سب کے سب فتنہ پرور اور غاصب ہیں۔

**شیخین رض سے کینہ و عداوت** | سیدنا ابو بکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اور تمام ان لوگوں پر جو حضرت علیؑ کے علاوہ حاکم ہوئے ہیں ان پر شیعہ لعنت بھیجتے ہیں اور امام ابو الحسن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ کے ذمہ جھوٹ لگاتے ہیں کہ انہوں نے شیعہ کے ذمہ ضروری کیا کہ وہ (ابو بکر و عمر) کا نام المجبت والطاغوت رکھیں۔

ان کی جرح و تعدیل میں سب سے بڑی اور مکمل کتاب (تنقیح المقال فی احوال الرجال) مؤلفہ شیخ الطائف جعفریہ علامہ آیت اللہ مامقانی کے جزو اول ص ۲ مطبوعہ ایران مطبع مرتضویہ نجف ۱۳۵۲ھ میں تحریر ہے کہ محقق محمد بن ادریس نے کتاب السرائر کے آخر میں نقل کیا ہے کہ کتاب مسائل (مسائل الرجال) مکاتبہم الی مولانا ابی الحسن علی بن محمد بن موسیٰ علیہ السلام) اس مجموعہ مسائل محمد بن علی بن عیسیٰ میں ہے کہ میں نے امام موصوف سے غاصب کے بارے پوچھا (جو اہل بیت سے عداوت رکھتا ہے) کیا اس کے امتحان کے لئے اس سے زیادہ کسی بات کی ضرورت ہے کہ وہ الجبت والطاغوت یعنی ابو بکر و عمر کو (حضرت علی) سے مقدم سمجھتا ہو جبکہ شیخین حضور نبی علیہ السلام کے دوست اور وزیر تھے نیز قبر مبارک کے ساتھی ہیں، اور ان دونوں کی امامت کا اعتقاد رکھتا ہو؟ تو جواب آیا کہ جس کا عقیدہ یہ ہے وہ تا صبی ہے یعنی اہل بیت سے عداوت رکھنے والا ہے۔

اور جبت و طاغوت کے الفاظ کو شیعہ اپنی دعاؤں میں استعمال کرتے ہیں اور نیر (صنمی قریش، قریش کے دو بیت۔ اور اس سے مراد لیتے ہیں ابو بکر و عمر کو۔ یہ



دعا، ان کی کتاب مفتاح الجنان ص ۱۱ پر ہے۔ یہ کتاب ان کے لئے ایسی ہے جیسے اہل سنت کے ہاں دلائل النجرات ہے۔ اس کی عبارت حسب ذیل ہے۔ اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد العن صنعی قریش وجبتہما و طاعتیہما وابتیہما۔۔۔ الخ

جنت و طاعت کہ کر کے وہ شخصیں پر لعنت کرتے ہیں اور ابتیہما سے ان دونوں کی صاحبزادیاں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ اور ام المؤمنین حفصہ کو قصد کرتے ہیں ان کی شقاوت انتہا کو پہنچی ہوئی ہے کہ ایران میں مجوسیت کی آگ کو بجھانے والے اور ایرانیوں کے اسلام میں داخل ہونے کے لئے جو شخصیت یعنی سیدنا فاروق اعظم ذریعہ بنے ہیں ان کے قاتل ابو لؤلؤ مجوسی کو وہ بابا شجاع ایران کے نام سے پکارتے ہیں۔ علی بن مظاہر نے احمد بن اسحق القمی الاحوص شیخ شیعو سے نقل کیا ہے کہ عمر کے قتل کا دن عید لاکبر بڑی عید اور فخر کا دن ہے خوشیاں منانے اور بڑی پاکیزگی برکت اور تسلی کا دن ہے۔

سیدنا ابوبکرؓ و سیدنا عمرؓ سے لیکر صلاح الدین ایوبیؒ تک اور عجیب الت ان کے علاوہ وہ تمام مجاہدین جنہوں نے اسلام کے لئے ممالک کی سرزمین کو فتح کیا اور لوگوں کو خدا کے مبارک دین میں داخل کیا اور جو آج تک اسلامی حکومتوں میں حاکم ہیں۔ یہ شیعہ عقائد میں غاصب۔ ظالم اور جہنی ہیں اور شیعہ کی طرف سے دوستی محبت اور اطاعت کے مستحق نہیں۔ البتہ مالی تعاون اور عہدے حاصل کرنے کے لئے عقیدہ تقیہ (نفاق) سے کام لے سکتے ہیں اور ان کے بنیادی عقائد میں سے ہے کہ جب امام مہدی بارہویں امام کا ظہور ہوگا (جو ان کے عقیدہ کے مطابق زندہ غار میں مخفی ہے) اس کے انتظار میں ہیں کہ

ان کے ساتھ مل کر ہم انقلاب برپا کریں۔ جب (اس امام) کا ذکر اپنی کتابوں میں کرتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ عجل اللہ فرجہ خدا اس کو جلد بھیجے جب وہ امام مہدی طویل نیند سے بیدار ہوگا جس کو گیارہ سو سال سے زیادہ وقت ہو چکا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اور اسکے باپ دادوں کے لئے تمام گدے ہوئے مسلمان حاکموں کے ساتھ اس دور کے حاکموں تک سب کو زندہ کرے گا۔ ان سب کے آگے جنت و طاعت (ابوبکر و عمر) ہوں گے تو امام ان سے اپنی اور گیارہ دیگر اماموں سے حکومت غصب کرنے کا فیصلہ کریں گے۔ اس لئے کہ رسول علیہ السلام

کی دنیا سے رحلت کے بعد قیامت تک حکومت کرنے کا حق صرف ان (ائمہ) کا ہے کسی اور کا نہیں۔ ان غاصبوں کے خلاف فیصلے کے بعد ان سے انتقام لیا جائیگا اور اکٹھے پانچھ سو تختہ دار پر لٹکایا جائیگا۔ یہاں تک کہ مختلف دوروں میں حکومت کرنے والے حکام کے تین ہزار مردوں کی تعداد کو قتل کیا جائیگا اور یہ قیامت کے وقوع سے پہلے ہوگا۔ پھر ان کے قتل ہونے کے بعد محشر کی بڑی بعثت کا دن آئے گا پھر لوگ جنت یا جہنم کو جائیں گے۔ جنت اہل بیت کے لئے اور ان لوگوں کے لئے ہوگی جو یہ عقائد رکھتے ہیں اور شیعہ کے علاوہ بقیہ تمام کو جہنم میں ڈال دیا جائیگا۔ شیعہ مذہب والے اس احیاء زندہ کرنے اور کورٹ اور قصاص کا نام (رجعت) رکھتے ہیں۔ اور یہ ان کے بنیادی عقائد میں سے ہے جس کے بارے میں کسی شیعہ کو کوئی شبہ نہیں۔ بعض نیک دل سادہ لوح سنیوں کو دیکھا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ اس زمانے کے شیعہ ان عقائد کو چھوڑ چکے ہیں۔ یہ ان کی صریح غلطی اور واقعہ کے بالکل خلاف ہے (مزید تفصیل بمعہ حوالہ آگے آ رہی ہے)۔

شفیعہ سے کمیونزم کی طرف  
صفوی حکومت سے لے کر آج تک شیعہ  
ان عقائد پر قائم ہیں بلکہ پہلے سے بھی زیادہ



سخت ہیں۔ ہاں وہ شیعہ جو جدید تعلیم حاصل کر رہے ہیں ان خرافات سے منحرف ہو کر کمیونزم کی طرف جا رہے ہیں۔ چنانچہ عراق میں کمیونسٹ پارٹی اور ایران کی تودہ پارٹی کا قوام ابنائے شیعہ ہی سے بنا ہے۔ جب ان پر ان خرافات کی حقیقت کھلی تو وہ سسکے خدا کے ہی منکر ہو کر کمیونسٹ ہو گئے۔ اور ان میں کوئی بھی حد اعتدال پر قائم نہیں رہا۔ البتہ اپنی مذہبی اغراض کے لئے یا سیاسی چالوں کے لئے یا پارٹی مفاد کے لئے دوستی کا مظاہرہ کریں اور تقیہ کی بنیاد پر بغض کو مخفی رکھیں تو اور بات ہے۔ یہ عقیدہ (رجعت) ان کی معتبر کتابوں میں ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کے سامنے شیخ الشیعہ ابو عبد اللہ محمد بن نعمان المعروف الشیخ المفید کا قول پیش کرتا ہوں جسے انہوں نے اپنی کتاب (الارشاد فی حجج اللہ علی العباد) کے قسط ۳۹-۴۰ پر پیش کیا ہے۔ یہ کتاب ایران میں لیتھو پرنٹ ہو چکی ہے اس پر تاریخ طباعت درج نہیں ہے۔ اس کی کتابت محمد علی محمد حسن الکلبا بکاتی نے کی ہے۔

فصل بن شاذان نے محمد بن علی کو فی سے  
انتقام و تباہی کی خواہش

کی ہے کہ ابو عبد اللہ یعنی امام جعفر صادق نے فرمایا کہ (القائم) کے نام کی منادی کی جائیگی (یاد رہے کہ القائم وہ بارہویں امام ہیں جو گیارہ سو سال سے پیشتر پیدا ہوئے اور ان پر موت نہیں آئی وہ زندہ ہیں) وہ قائم ہوں گے اور فیصلہ کریں گے وہ یوم عاشور میں کھڑے ہوں گے اور تیسویں کی رات کو امام القائم کے نام سے منادی کی جائیگی۔ میں ان کے ساتھ کن اور حجر اسود کے درمیان کھڑا ہوں گا جبرئیل ان کے دائیں طرف ہوں گے اور آواز لگا رہے ہوں گے (البیعة للہ) اللہ کے لئے بیعت کرو پس زمین کے کناروں سے شیعہ ان کی طرف چلیں گے اور زمین

ان کے لئے سیکڑ دی جائے گی۔ اور وہ تمام کے تمام بیعت کریں گے۔ اور منقول ہے کہ وہ مکہ مکرمہ سے چل کر کوفہ آئیں گے اور ہمارے نجف میں آکر سکونت پذیر ہوں گے اور پھر یہاں سے ہر طرف شہروں میں لشکر روانہ کریں گے۔

اور روایت کیا حمال نے ثعلبہ سے اس نے ابو بکر حضرمی سے اس نے ابو جعفر علیہ السلام سے یعنی امام محمد باقر سے انہوں نے فرمایا کہ میں امام القائم کے ساتھ نجف میں ہونگا۔ اور مکہ مکرمہ سے پانچ ہزار فرشتے ان کے ساتھ آئیں گے۔ جبرئیل القائم کے دائیں ہونگے اور میکائیل بائیں اور مومنین ان کے سامنے ہونگے اور یہاں سے وہ شہروں میں لشکر روانہ فرمائیں گے۔ عبد لکریم جعفری روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ القائم علیہ السلام کی حکومت کتنا عرصہ رہے گی تو انہوں نے فرمایا کہ سات سال۔ اور دن طویل ہو جائیں گے۔ ایک سال تمہارے دس سالوں کے برابر ہو جائیگا۔ پس امام القائم کی حکومت تمہارے سالوں کے شمار سے ستر سال بنے گی۔ ابو بصیر نے دریافت کیا کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں اللہ تعالیٰ سالوں کو کیسے طویل کر دے گا؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آسمان کو کھٹھرجانے کا حکم دے گا اور تھوڑی حرکت کی اجازت دیگا تو دن طویل ہو جائیں گے تو اسی نسبت سے سال بھی طویل ہو جائیں گے۔ جب اس کے آنے کا وقت قریب آئیگا تو پورے جمادی الثانی میں اور دس دن رجب کے بھی مسلسل بارشیں ہوں گی۔ ایسی بارش مخلوق نے کبھی دیکھی نہیں ہوگی تو اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے بدنوں پر گوشت اگا دیں گے۔ گویا میں ان کے اٹھنے کو اور سروں سے مٹی جھاڑنے کو دیکھ رہا ہوں۔

عبد اللہ بن مغیرہ نے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ جب آل رسول علیہ السلام میں امام القائم کھڑے ہوں گے تو وہ قریش کے پانچھ کو کھڑا،



(زندہ) کرینگے اور ان کی گردنیں اڑا دیں گے۔ پھر اور پانسو کو یہاں تک کہ چھ مرتبہ ایسا کرینگے تو عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیا ان کی اتنی تعداد ہو جائیگی (یہ تعجب اس لئے تھا کہ خلفائے راشدین، بنی امیہ، بنی عباس اور تمام حکام مسلمین کی مجموعی تعداد امام جعفر تک اس عدد کے عشر عشر بھی نہیں ہو سکتی) تو امام جعفر نے فرمایا کہ ہاں اُسے اور ان کے ساتھ دوستی رکھنے والوں سے یہ تعداد پوری کی جائیگی۔

ایک روایت میں فرمایا کہ ہماری حکومت آخری حکومت ہوگی۔ تمام دنیا کے حکام ہم سے پہلے حکومتیں کر چکے ہوں گے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ جب ہماری حکومت آئیگی تو ہم اہل بیت کی حکومت کا نمونہ اختیار کریں گے۔

جعفر جعفری ابو عبد اللہ امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ جب امام القائم آل محمد آئیں گے تو وہ خیمے لگوائیں گے اور قرآن پاک جو اتارا گیا ہے اسکی تعلیم یں گے پس بہت مشکل آئے گی ان لوگوں پر جنہوں نے آج قرآن یاد کیا ہے (یعنی جس نے مصحف عثمانی کو یاد کیا ہوگا جو امام جعفر کے زمانہ میں تھا اس لئے کہ وہ قرآن جس کو امام القائم پڑھا ئیں گے وہ اس کے خلاف ہوگا)

اور عبد اللہ بن عجلان نے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ جب قائم آل محمد آئیں گے تو لوگوں پر داؤد علیہ السلام والی حکومت کرینگے اور مفصل ابن عمر نے ابو عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ امام القائم کے ساتھ کوفہ میں ستائیس مرد موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ظاہر ہوں گے اور سات اصحاب کہف کے اور یوشع بن نون و سلیمان ابو دجانہ الانصاری۔ مقداد اور مالک اشتر، پس یہ تمام لوگ امام القائم کے انصار اور ان کے ماتحت حکام ہوں گے۔

یہ عبارتیں حرف بحرف پوری ایمانداری کے ساتھ

شیعہ کے علماء میں سے ایک بڑے عالم کی کتاب سے نقل کی گئی ہیں۔ ذہن نشین ہے کہ شیخ مفید کی روایات سندوں کے ساتھ جھوٹی اور باریب اہل بیت پر افتراء ہیں اہل بیت پر جو مصیبتیں آئی ہیں۔ ان میں سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ اس قسم کے شیعہ اہل بیت کے خواص میں سے ہیں شیخ مفید کی یہ کتاب ایران میں چھپی ہے اور اس کا نسخہ محفوظ اور موجود ہے۔

**رجعت کا عقیدہ** اور جبکہ عقیدہ رجعت اور حکام اہل اسلام کے خلاف محاکمہ شیعہ کے اساسی عقائد میں سے ہے اسی عقیدہ کی وجہ سے ان کے ایک عالم سید مرتضیٰ مؤلف کتاب "امالی المرتضیٰ" (یہ شریف رضا شاعر کا بھائی ہے اور بیچ ابلاغ میں جھوٹے اضافے کرنے اور صحابہ پر حملے کرنے میں شریکیم اس سید مرتضیٰ مذکور نے اپنی کتاب "المسائل" میں لکھا ہے کہ ابو بکر رضی و عمرؓ اس محاکمہ کے دن امام مہدی کے دور میں ایک درخت پر لٹکا کر پھانسی دیے جائیں گے۔ درخت پہلے ہرا ہوگا اور ان کے مصلوب ہوتے کے بعد سوکھ جائے گا۔

**ان کے افکار میں کوئی تبدیلی نہیں** شیعہ علماء اور مشائخ ہر دور میں شیخین رضی رسول اللہ علیہ السلام کے ساتھ ہیں

اور وزیروں کے اور اسلام کی معروف شخصیتوں، خلفاء، حکام، مجاہدین کے بارے میں ان گھناؤنے اور رسوا کن خیالات سے آگاہ ہیں۔ ہم نے ایک اتفاق و اتحاد کے عظیم داعی کو سنا ہے کہ شیعہ کی طرف سے دارالتقرب کی ذمہ دار شخصیت میں اور ادارہ پر خرچ اٹھا ہے ہیں۔ ہمارے ان احباب کو جن کے پاس ان مسائل کے پڑھنے کا وقت نہیں ہے انہیں باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ یہ عقائد ماضی کی باتیں تھیں۔ اب حالات بدل چکے ہیں۔ اب ان عقائد سے شیعہ کو کوئی سروکار



نہیں حالانکہ یہ خیال سراسر جھوٹ اور دھوکا ہے۔ اس لئے کہ جو کتابیں ان کی درس گاہوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ اور ان کی تعلیم کو ضروریاتِ مذہب اعتبار کیا جاتا ہے۔

اور وہ کتابیں جنہیں علماء نجف و ایران اور جبل عامل وغیرہ ہمارے اس دور میں شائع کر رہے ہیں۔ ان قدیم کتابوں سے زیادہ شراپنگیز اور مفاہمت اور اتفاق کی عمارت کو گرانے والی ہیں۔

ہم آپ کے سامنے ایک تازہ مثال ایسے شخص کی پیش کرتے ہیں جو اتحاد کی دعوت میں بہت پیش پیش ہے اور صبح و شام و احدت و توافق کا ورد کرنے والا ہے۔ یہ شیخ محمد بن محمد مہدی الاخالسی ہے۔ جسکے مصر اور دیگر شہروں میں بہت دوست ہیں جو اس دوائے میں شریک ہیں اور اس شخص کی طرف سے اہل سنت میں کام کر رہے ہیں۔ اس اتحاد کے داعی کا یہ حال ہے کہ شیخین حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو نعمتِ ایمان ہی سے محروم کرتا چاہتا ہے۔ اپنی تصنیف (احیاء الشریعہ فی مذہب الشیعہ) جزو اول ص ۶۳-۶۴ میں لکھتا ہے:-

اور اگر یہ کہیں کہ ابوبکرؓ و عمرؓ بیعت رضوان والوں میں سے ہیں جن سے اللہ کے راضی ہونے پر قرآنی نص موجود ہے۔ لقد رضى الله عن المؤمنين اذ يبايعونك تحت الشجرة تو ہم جواب میں کہیں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہوتا لقد رضى الله عن الذين يبايعونك (بے شک اللہ راضی ہوا ان لوگوں سے جنہوں نے آپؐ سے بیعت کی درخت کے نیچے یا ان لوگوں سے جنہوں نے آپؐ کی بیعت کی لیکن جب اللہ تعالیٰ نے فرمادیا عن المؤمنين میں ایمان والوں سے راضی ہوا تو اس سے معلوم ہوا کہ وہ صرف ان سے راضی ہے جن کا ایمان ظاہر

## تاریخ پر جھوٹ

تاریخ اسلامی پر اس سے زیادہ اور جھوٹ کیا ہو سکتا ہے اسکا مطلب یہ ہوا کہ شیخین (حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ) خالص ایمان والے نہیں تھے۔ اس لئے وہ اللہ تعالیٰ رضا کے اعلان میں شامل نہیں ہو سکتے۔ یہ دونوں شیعہ عالم ہمارے ہم عصر ہیں اور اتفاق و اتحاد کے لمبے چوڑے دعوے کرنے والے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کی اصلاح اور باہمی ایک اور وحدت کے لئے فکر مند ہیں ان کا یہ حال ہے کہ اپنے اس دور کی تالیفات اور مطبوعات میں حضرات شیخین کے بارے میں کس عقیدے کا اظہار کر رہے ہیں جبکہ شیخین تاریخ اسلام اور اہل اسلام کے رسول اللہ علیہ السلام کے بعد خیر المسلمین شمار ہوتے ہیں۔ پس مملوک ان حالات میں مختلف مذاہب کے درمیان مفاہمت اور اتحاد کے لئے ان لوگوں سے کیا امید رکھ سکتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اسلام کے قلعہ میں رہا نچوں نقارہ طابو خامس کا کام کر رہے ہیں جو دشمن کو باخبر کرنے کے لئے جاسوسی کے طور پر نقارہ بجایا جاتا ہے۔

اور جب یہ لوگ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تابعین محسنین اور تمام حکام مسلمین کو جو ان کے بعد ہوئے اس درجہ تک نیچا دکھانا چاہیں (ان کو بے پایا ثابت کریں) باوجود اسکے کہ یہی وہ حضرات ہیں جنہوں نے اسلام کے اس محل کو کھڑا کیا ہے اور آج ہم جسے عالم اسلامی کہتے ہیں۔ اس کو وجود میں لائے ہیں۔

اماموں کے ذمہ ان امور کو یہ لوگ لگا رہے ہیں جن سے امام پر الزام انہوں نے برات کی۔ کلینی نے اپنی کتاب کافی میں بارہ اماموں کی فعت و توصیف کی ہے جس سے ان کو مقام بشریت سے اونچا لے جا کر یونانی معبودوں کے بت پرستی کے دور کے مقام تک پہنچایا ہے۔ اگر ہم چاہیں کہ کافی اور دیگر شیعہ مذہب کی معتبر کتابوں کے حوالے نقل کریں تو یہ ایک نہایت



ضخیم کتاب بن جائیگی۔ اسلئے ہم صرف ابواب کے عنوان عبارت ہی کو بحرف کافی نقل کرتے ہیں۔

ب الاثمة يعلمون جميع العلوم التي خرجت الى الملائكة والانبیاء والرسول۔ امام ان تمام علوم کو جانتے ہیں جو ملائکہ انبیاء علیہم السلام اور رسولوں کو دیئے گئے ہیں۔

ب ان الاثمة يعلمون متى يموتون واما هم يموتون باختيارهم۔ امام جانتے ہیں کہ کب مرے گے اور وہ اپنے اختیار سے مرتے ہیں۔

پ وان الاثمة يعلمون علم ما كان وما يكون وانه لا يخفى عليهم شيء۔ اور امام جو ہو چکا ہے اور جو آئندہ ہونے والا ہے اس سب کو جانتے ہیں ان پر کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔

پ ان الاثمة عندهم جميع الكتب يعرفونها على اختلاف السننها۔ اماموں کے پاس تمام کتابیں ہیں ان کو باوجود زبانوں کے مختلف ہونیکے وہ جانتے ہیں اور یہ کہ سائے قرآن کو سوائے اماموں کے کسی نے جمع نہیں کیا اور وہی اسکے سائے علم کو جانتے ہیں۔

پ ما عند الاثمة من آیات الانبياء۔ اماموں کے پاس نبیوں والے معجزات ہیں۔

ب وان الاثمة اذا ظهر امرهم حکموا بحکم داود و آل داود ولا یسئلون البینة۔ امام جب غالب ہونگے تو داؤد اور آل داؤد کے حکم پر فیصلہ کریں گے اور وہ کسی سے گواہ کو نہیں پوچھیں گے۔

ب الکافی ص ۲۵۵ ۲- الکافی ص ۲۵۵ ۳- الکافی ص ۲۶۰ ۴- الکافی ص ۲۶۰ ۵- الکافی ص ۲۶۰ ۶- الکافی ص ۲۶۱ ۷- الکافی ص ۲۹۰

ب انه ليس شيء من الحق في ايدى الناس الا ما خرج من عند الاثمة۔ اور یہ کہ لوگوں کے پاس کوئی چیز حق کی سوائے اس کے نہیں ہے جو اماموں سے نکلی ہے۔

ب وان كل شيء علم يخرج من عندهم وهو باطل وان الارض كلها للامام۔ اور جو چیز اماموں سے نہیں ظاہر ہوئی وہ باطل ہے۔ زمین ساری کی ساری امام کے لئے ہے۔

ب: الکافی ص ۳۹۹ ۱- الکافی ص ۳۹۹

مولانا موصوف نے اختصار کی وجہ سے چند حوالے دیئے ہیں ورنہ اماموں کے بارے میں شیعہ کے عقائد عجیب غریب ہیں چند حوالے مزید ملاحظہ فرمادیں جن پر تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ ① ابو جعفر کہتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت علیؑ نے فرمایا کہ: میں ہی اللہ کا منہ ہوں۔ اور میں ہی اللہ کا پہلو اور میں ہی اللہ کا دل ہوں اور میں ہی ظاہر ہوں اور میں ہی باطن ہوں اور میں ہی ساری دنیا کا وارث ہوں۔ میں ہی سبیل اللہ ہوں (بخاری الانوار ج ۹ ص ۵۰۶)۔ ② آدم سے یکو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک سائے پیغمبر نہ ہونگے اور سب سب مام حنا کے دشمنوں سے جہاد کریں گے (حق یقین مطبوعہ ایران ص ۳۸ مصنف ملا باقر مجلسی) ③ حضور علیہ السلام اور سیدنا علیؑ زندہ امام مہدی کے ہاتھ پر بیعت کریں گے (حق یقین ص ۳۹)۔ ذرا اس سستی کے چند کارنامے بھی

سُن لیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ جسکے ہاتھ پر حضور علیہ السلام بیعت کریں گے اور تمام انبیاء علیہ السلام اسکے سامنے لڑائی کریں گے۔ فتح کے بعد کیا فیصلے کریں گے اور کس طرح جنت فتح منائیں گے۔ رجعت کے آیات میں اہل بیت سے حقوق غصب کریں والوں کو دختوں پر لٹکا کیجئے آگ جلا کر انکو جلایا جائیگا اور انکی خاکستر دریا میں ڈالی جائیگی (حق یقین ص ۴۱)۔ اہل بیت پر ظلم کریں والوں کو رات دن میں ہزار مرتبہ قتل کیا جائیگا (حق یقین ص ۴۱) اھم کارنامہ:۔ فرعون۔ ہامان یعنی ابوبکر و عمر اور انکے لشکر کو زندہ کر کے سزا دی جائیگی (حق یقین ص ۴۹)۔ سیدہ عائشہ صدیقہ کو سزا:۔ اسی کتاب حق یقین کی سطر ۳۹۹:۔ چون قائم ما ظاہر شود عائشہ زندہ کنند تا کہ برا و حد بزنند و انتقام فاطمہ را بکشند۔ (ترجمہ) امام مہدی ظاہر ہونگے۔ عائشہ صدیقہ کو زندہ کریں گے تاکہ ان پر حد جاری کریں اور فاطمہ کا انتقام لیں (ص ۴۱)۔ بحوالہ اہل سنت پارت بک مؤلف علامہ دست محمد قریشی مرحوم) ان کا ناموں کیلئے نام کا انتظار ہو (العیاذ باللہ) اور ہم



## اماموں کے غیب دان ہونیکا دعویٰ اور حضور علیہ السلام کی وحی کا انکار

اپنے بارہ اماموں کے بارے میں غیب دان اور فوق البشر ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں جبکہ ائمہ میں سے کوئی بھی اس کا مدعی نہ تھا اور جناب رسول اللہ علیہ السلام پر علوم غیبیہ میں سے جو وحی کیا گیا ہے اُس تک کا انکار کرتے ہیں جیسے :-  
آسمانوں کو بنانا اور زمین کو بچھانا جنت اور جہنم کے حالات وغیرہ وغیرہ۔  
اُن کے ایک ماہنامہ میں جسے دارالتقریب (یعنی شیعہ سنی مفاہمت کا ادارہ) مصر قاہرہ سے شائع کرتا ہے۔ سال چہارم کے چوتھے پرچہ کے ص ۲۸۶ پر رئیس محکمہ شرعیہ شیعہ لبنان (جسے علماء مصر کی اونچی شخصیت سمجھتے ہیں) نے ایک مقالہ لکھا ہے جس کا عنوان ہے :-

من اجتهادات الشيعة الامامية

اس میں مذہب شیعہ کے ایک مجتہد شیخ محمد حسن الاشتیانی کی کتاب بحر الفوائد جلد ۱ ص ۲۶۷ سے نقل کیا ہے :-

ان الرسول اذا اخبر عن الاحكام الشرعية اى مثل نواقض الوضوء واحكام الحيض والنفاس يجب تصديقه والعمل بما اخبر به واذا اخبر عن الامور

بے شک رسول جب خبر دے احکام شرعیہ کے بارے میں مثل نواقض وضوء اور حیض و نفاس کے مسائل کے تو اس کی تصدیق واجب ہے۔ اور جب نبی خبر دے مخفی امور کی جیسے آسمان و زمین کی پیدائش

الغيبية مثل خلق السموات والارض والحواس والقصور فلا يجبل لتدين به بعد العلم به جانیکے باوجود اسکو ماننا اور تصدیق کرنا واجب نہیں ہے کس قدر افسوسناک بات ہے کہ ائمہ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں کہ وہ غیب دان تھے اور اس سفید جھوٹ پر تو ایمان رکھتے ہیں حالانکہ یہ نسبت بھی قطعی الثبوت نہیں۔ اور اُن علوم غیبیہ کی وحی جو حضور علیہ السلام سے قطعی الدلالت کے طور پر ثابت ہو چکی جیسے وہ آیات اور احادیث صحیحہ جو آسمان اور زمین کی پیدائش اور جنت و جہنم، حور و قصور کے بارے میں صادر ہوئی ہیں اُن پر ایمان شیعہ کے لئے کوئی ضروری نہیں حالانکہ جناب خاتم النبیین علیہ السلام کی تو یہ شان ہے کہ کوئی بات بھی اپنی خواہش سے نہیں فرماتے ہیں وہ وحی دہانی ہوتی ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ جو شخص اس (بزرگی) کی نسبت کو نکالے جو وہ اپنے اماموں کی طرف منسوب کرتے ہیں اور جو حضور علیہ السلام کے لئے قرآن و حدیث میں ثابت ہے تو وہ اس کے بہت تھوڑی سی مقدار کو بھی نہیں پہنچ سکتی اس کے باوجود وہ اپنے اماموں کے لئے علم غیب ثابت کرتے ہیں جبکہ وحی الہی کی آمد زمین سے منقطع ہو چکی ہے۔

یاد رہے کہ تمام وہ اشخاص جو ائمہ سے غیب کی خبروں کی روایات کرنے والے ہیں وہ ائمہ جرح و تعدیل اہل سنت کے ہاں وہ جھوٹ میں معروف ہیں لیکن ان کے متبعین شیعہ اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ ان کی کذب بیانی اور اختراعی روایات کے باوجود ان کو سچا سمجھتے ہیں اور عین اسی دوران ان کا ماہنامہ اسلام جیسے دارالتقریب شائع کر رہا ہے۔ اسیں محکمہ قضا علیہ شرعیہ شیعہ کا قاضی اور مجتہد محمد حسن الاشتیانی تالیفوں کی گونج میں علانیہ کہہ رہا ہے کہ امور غیبیہ کے



باہے میں رسول علیہ السلام کی وحی کی تصدیق واجب نہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ رسول علیہ السلام کا مشن صرف اتنا ہو کہ وہ وضوء اور حیض و نفاس کے مسائل بتلا

ذرا غور فرمائیے کہ

**اماموں کا مقام رسول علیہ السلام سے بڑھ کر ہے** ائمہ کا مقام رسول

علیہ السلام سے اونچا بتلا ہے ہیں کہ آنحضرت علیہ السلام پر بھیجی ہوئی وحی وضوء وغیرہ فقہی جزئیات کے علاوہ واجب التسلیم نہیں اور ائمہ نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ ہمارا اوپر وحی نازل ہوتی ہے اسکے باوجود انہیں رسول علیہ السلام سے زیادہ مقام دے دے ہیں (جیسے پہلے ذکر ہو چکا ہے) اب ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اسکے بعد ہمارے اور ان کے درمیان اتفاق و اتحاد کا کونسا ذریعہ باقی ہے۔

تاریخ کے تمام ادوار میں

**اسلامی حکومتوں کے ساتھ ان کا موقف** یہ بات ملتی ہے کہ جمہور

شیعہ کے خواص و عوام کا اسلامی حکومتوں کے ساتھ یہ موقف رہا ہے کہ اگر حکومت مستحکم اور طاقتور ہے تو عقیدہ تقیہ پر عمل کرتے ہوئے زبانی تملق و چالپوسی سے کام لیتے تاکہ اس سے مالی فائدے حاصل کئے جاسکیں۔ اور اپنے مراکز قائم کئے جا سکیں اور اگر حکومت کمزور پڑگئی اور کسی طرف سے اس پر دشمنوں کا حملہ ہوا تو یہ دشمنوں میں جا گھسے اور حکومت پر ٹوٹ پڑے۔ یہی پوزیشن تھی ان کی اموی حکومت کے آخری دور میں ان کے خلفاء پرانے چچا زاد بھائیوں بنی عباس نے انقلاب بپا کیا۔ بلکہ یہ انقلاب شیعہ کی سازشوں اور دسیسہ کاریوں سے وجود میں آیا اور پھر ہی ان کی مجرمانہ پالیسی عباسیوں کے ساتھ بھی ہی۔

جب ہلاکو خان اور مغل بت پرست خلافت اسلامی ثقافت و علوم کے مرکز پر حملہ آور ہوئے تو شیعہ حکیم، عالم، شاعر نصیر طوسی جو عباسی خلیفہ معتمد

کی مدح سرائی میں قصیدہ لکھا کرتا تھا۔ ۱۵۵ھ میں ہلاکو سفاح کی ظالمانہ کاروائیوں میں پیش پیش تھا اور مسلمانوں کے مردوں، عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کے قتل عام سے مسرور تھا اور عالم اسلامی کی قیمتی متاع کتابوں کے دریائے دجلہ میں ڈبو دینے پر رضامندی کا اظہار کر رہا تھا جس سے کسی دنوں تک قلمی مخطوط کتابوں کی سیاہی سے دجلہ کا پانی سیاہ رہا جس سے تاریخ و ادب لغت و شعر اور خاص طور پر اسلام کے پہلے قافلہ کی مصنفات و مولفات کا بیشتر حصہ ضائع ہو گیا۔ اس حادثہ سے علوم و معارف کا وہ نقصان ہوا جس کی کوئی نظیر نہیں مل سکتی

شیخ الشیعہ نصیر طوسی کے ساتھ اس عظیم خیانت میں اس کے دوست بھی

**علقمی اور ابن حدید کی خیانت**

ایک شیعہ وزیر محمد بن احمد العلقمی اور دوسرا عبد الحمید بن ابی الحدید ہے جو علقمی کا دست راست تھا۔ یہ معتزلی مؤلف جو شیعوں سے بھی زیادہ شیعہ تھا۔ اسکی پوری زندگی اصحاب رسول علیہ السلام کی دشمنی میں گزری ہے اس نے ہنج البلاغہ کی شرح لکھی ہے جس کو تاریخ اسلام کو مسخ کرنے والی جھوٹی روایات سے بھر دیا ہے۔ چنانچہ اس سے ہمارے سنیوں کے بہت سارے ذہین و فاضل لوگ بھی دھوکا کھا جاتے ہیں اور ہمارے بعض مؤلفین بھی ان سے دھوکا کھا جاتے ہیں اسلام کی ماضی کے حقائق کھلے ہوئے ہیں اور طوسی کہا میں نے تمام مذاہب کا مطالعہ کیا ہے ان کے حالات و فروعات سے واقفیت حاصل کی ہے تمام کومسلہ ایمان کے باہے میں مشترک پایا ہے۔ اگرچہ ان میں ثبوت و نفی کی کچھ چیزوں میں اختلاف پایا جاتا ہے مگر سوائے فرقہ امامیہ کے تمام فرقوں میں ایمان کے باہے میں ایک ہی عقیدہ ہے فرقہ امامیہ کے سوا کوئی نجات یافتہ ہو سکے تو تمام فرقے نجات پا جائیں مگر ظاہر ہے کہ نجات پانے والا فرقہ صرف امامیہ شیعہ ہے اور کوئی نہیں۔



خونساری نے کہا  
ہے کہ تین نعمت اللہ

## نجات کا دار و مدار اہل بیت کی ولایت پر ہے

موسوی نے اس عبارت کے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ تمام فرقے اس بات پر متفق ہیں کہ شہادتین یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ ان دونوں کے اقرار و تصدیق پر نجات کا دار و مدار ہے وہ حضور نبی علیہ السلام کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ مَنْ قَالَ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ (محمد رسول اللہ) دخل الجنة۔ یعنی جو شخص کلمہ کا اقرار کرے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

دہا فرقہ امامیہ تو ان کا اس پر اجماع ہے کہ: ان النجاة لا تكون الا بولاية اهل البيت الى الامام الثاني عشر والبراءة من اعدائهم (ای من ابی بکر و عمر الی اخر من ینتہی الی الاسلام من غیر الشیعة حکما و محکومین فہی مباينة لجميع الفرق فی هذا الاعتقاد الذی تدور علیہ النجاة۔ کہ نجات نہیں ہو سکتی سوائے اہل بیت کی ولایت کے بارہویں امام تک و برائت و تبرے کے ان کے دشمنوں سے (یعنی ابوبکر و عمر سے لیکر اس آخری شخص تک جو اسلام کی طرف منسوب ہوتا ہے سوائے شیعہ کے تمام حکام و محکومین سے اظہار برائت کرے پس یہ ہے وہ مباہنت تمام فرقوں سے اس عقیدے کے بارے میں جس پر نجات کا دار و مدار ہے۔

ابن علقمی جس نے خباثت و ندر کا مظاہرہ کیا جبکہ خلیفہ مستعصم باللہ نے درگزر کرتے ہوئے اور

## تاریخ میں دخل نداری

مہربانی فرماتے ہوئے اس کو اپنا وزیر بنایا تو اس نے اپنی فطرتی خباثت سے کام لیتے ہوئے احسان کا یہ بدلہ دیا۔

اب اس پچھلے دور تک شیعہ حضرات ہلاکو کی ظالمانہ حرکتوں سے جو مسلمانوں کو تکالیف پہنچی ہیں اس میں خوشی محسوس کرتے ہیں اور اہل اسلام کی مصیبت کے واقعات سے تلذذ حاصل کرتے ہیں، جس کا جی چاہے وہ نصیر طوسی کی سوانح و حالات کی کتب کا مطالعہ کرے جس کی آخری کڑی (روضات الجنات خونساری کی مؤلفہ کتاب ہے۔ جو ہلاکو کی پارٹی کے سفاحوں اور خائسوں کی تعریف و مدح سے پُر ہے اور اس پر خوشی کا اظہار ہے کہ مسلمان مردوں عورتوں بچوں اور بوڑھوں کا قتل عام کیا گیا۔ یہ ایسے مظالم تھے کہ ان پر خوشی کا اظہار اسلام کا بڑے سے بڑا دشمن اور انتہائی سنگدل وحشی کرتے ہوئے شرماتا ہے۔

یہ موضوع باوجود اس کوشش کے کہ مختصر ہے کچھ طویل ہو گیا۔ اس میں ہم نے شیعہ مذہب کی مستند کتابوں کے حوالے پیش کئے ہیں۔ اب ہم اس کو ایک اور عبارت پر ختم کرینگے جس کا ہمارے موضوع اتحاد و تقرب سے بہت گہرا تعلق ہے تاکہ ہر مسلمان پر دیگر مذاہب کے ساتھ تقرب اتحاد کا مسئلہ واضح ہو جائے۔ اور شیعہ مذہب کے ساتھ اتحاد و تقرب کا محال و ناممکن ہونا آشکارا ہو جائے۔ جس کا انہوں نے برملا اعتراف کیا ہے جو آگے آ رہا ہے۔ خونساری جو شیعہ مذہب کے مشہور مورخین میں سے ہیں اپنی کتاب روضات الجنات مطبوعہ تہران طبع ثانی ۱۳۶۷ھ کے صفحہ ۵۷۹ میں نصیر طوسی کے مفصل حالات میں نقل کیا ہے کہ علامہ نصیر کے کلام میں بہترین قابل رشک کلام جو حق و تحقیق میں انتہائی باکمال ہے وہ فرقہ ناجیہ کے تعین کے بارے میں ہے کہ تہتر فرقوں میں نجات پانے والا فرقہ صرف امامیہ یعنی شیعہ ہے۔ وہ لکھتا ہے۔



## شیعہ کا اہل اسلام سے فقط فروع ہی میں نہیں بلکہ اصول میں اختلاف ہے

طوسی موسوی خونساری نے سچ کہا ہے . . . . . اور جھوٹ کہا ہے۔  
سچ کہا ہے کہ تمام اسلامی فرقے اصول میں ایک دوسرے کے قریب ہیں اور دوسرے  
درجے کے مسائل میں مختلف ہیں۔ اس لئے ان کے درمیان باہمی مفاہمت و اتحاد  
اصول میں ہو سکتا ہے اور یہ اتحاد شیعہ امامیہ کے ساتھ محال و ناممکن ہے اسلئے  
کہ انہیں تمام اہل اسلام سے اصولی اختلاف ہے اور مسلمانوں سے صرف اسی  
صورت میں راضی ہو سکتے ہیں کہ وہ شیخین ابو بکر و عمرؓ سے لئے کران کے بعد جنگ  
کے تمام مسلمانوں پر لعن طعن کریں اور یہاں تک کہ اہل بیت رسول علیہ السلام سے  
جو شیعہ نہیں حضور نبی علیہ السلام کی صاحبزادیاں اور ان کے شوہر عثمان ذوالنورین  
اور اموی عاص بن ربیع اور ان کے علاوہ امام زید بن علی بن العابدین اور  
ان اہل بیت پر بھی تبرا کریں جو رافضی جھنڈے کے نیچے نہیں آئے اور رافضی  
عقیدہ کے مطابق قرآن پاک کو محرف نہیں جانتے۔ جیسے کہ شیعہ علماء کی ترجمانی کرتے  
ہوئے مزار حسین بن محمد تقی نور علی طبرسی نے اپنی کتاب "فصل الخطاب فی اثبات  
تحریف کتاب رب الارباب" میں لکھا ہے:-

یہ ہے وہ شیعہ کی طرف سے اتفاق و اتحاد کے لئے شرط کہ ہم اصحاب رسول  
علیہ السلام پر لعنت کریں اور ہر وہ شخص جو شیعہ کے دین پر نہیں ہے اس سے

اظہار براءت کریں خواہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں ہوں داماد ہوں،  
یا سادات میں سے جو ان کے ہموانہ ہوں۔ یہ ہے وہ سچی بات جو نصیر طوسی  
سے منقول ہے۔ جس کی اتباع نعمت اللہ موسوی اور مرزا محمد باقر خونساری  
کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شیعہ ان کے خلاف نہیں ہے۔

یہی وہ بات جس میں انہوں نے جھوٹ کہا ہے وہ ہے ان کا وہ دعوے  
کہ صرف شہادتین کے اقرار پر غیر شیعہ مسلمانوں کے ہاں نجات کا دار و مدار ہے۔  
اگر انہوں نے عقل و خرد کا کوئی ادنیٰ حصہ ہوتا تو سمجھتے کہ شہادتین کا اقرار ہمارے  
ہاں اسلام میں داخل ہونے کا عنوان اور دروازہ ہوتا ہے۔ کلمے کا اقرار کرنے  
والا کوئی کافر حربی جنگ لڑنے والا ہی کیوں نہ ہو دنیا میں کلمہ کے اقرار کے بعد  
اس کی جان و مال محفوظ ہو جائیگا رہا آخرت میں نجات کا دار و مدار تو  
ایمان پر موقوف ہے۔ اور ایمان کیا ہے اسے امیر المؤمنین عمر بن عبدالعزیز  
کی زبانی سنئے وہ فرماتے ہیں:-

"ایمان نام ہے فرائض حدود سنت رسول علیہ السلام اور تمام  
شرعیات کی تصدیق کا جس نے اس کی تکمیل کی ایمان کو مکمل کر  
لیا اور جس نے اس کو نہیں اختیار کیا اس نے ایمان کو کامل و  
مکمل نہیں کیا۔"

اور اس ایمان میں بارہویں امام کی تصدیق شرط نہیں اسلئے کہ وہ ایک  
مہموم شخصیت ہے۔ حضرت حسن عسکری کی طرف جھوٹی نسبت ہے جو اس دنیا  
سے لاولد مرے ہیں۔ اور ان کے بھائی جعفر نے ان کو لاولد قرار دیا ہے۔  
علویوں کے پاس شجرہ نسب کے لئے ایک جبر کف جس میں پیدا ہونے والے  
بچے کا نام درج کرتے تھے اور اس میں امام حسن عسکری کے کسی بیٹے کا نام نہیں



درج کیا گیا اور ان کے معاصر علوی حضرات اس بات کو نہیں تسلیم کرتے کہ امام حسن عسکری کسی بیٹے کو چھوڑ کر مرے ہیں۔ ہوا یہ کہ حضرت امام عسکری کے لاوارث فوت ہونے کی وجہ سے سلسلہ امامت اُن کے ماننے والے امامیہ کے ہاں موقوف ہو گیا تو اُن میں سے ایک نیا فرقہ نصیرت پیدا ہوا۔

**فرقہ نصیرت کا وجود** ایک بڑے مکار نے جس کا نام محمد بن نصیر تھا جو نبی نمبر کے موالی میں سے تھا اس نے ایک شوشہ چھوڑا کہ حسن عسکری کا ایک بیٹا باپ کے گھر کے ایک غار میں چھپا ہوا ہے تاکہ اس نام سے عوام شیعہ کو گمراہ کر سکیں اور ان سے زکوٰۃ و دیگر اموال وصول کر سکیں اور دعویٰ کر سکیں کہ مذہب امامیہ کا امام امام غائب ہے۔ اس شخص نے سوچا کہ میں امام اور عوام کے درمیان غار کا دروازہ بن جاؤں۔ ان میں ایک نیا فرقہ نصیرت وجود میں آیا۔ اب یہ اس انتظار میں ہیں کہ بارہویں امام غار سے نکلیں گے اور ان کی شادی ہوگی اور ان کے بیٹے ہونگے پوتے ہونگے اور وہ امامت کریں گے اور حاکم بنیں گے۔ اور مذہب امامیہ ہمیشہ باقی رہے گا ان سطور کے لکھتے وقت وہ امام غار میں چھپے بیٹھے ہیں ظاہر نہیں ہوئے۔ اس قسم کی کہانیاں یونانیوں میں بھی نہیں سنی گئیں۔ اب یہ چاہتے ہیں کہ اس طرح کی خرافات پر تمام اہل ایمان جنہیں اللہ تعالیٰ نے عقل کی دولت سے نوازا ہے ایمان لے آئیں اور ان کی تصدیق کریں تاکہ ان کے اور شیعہ کے درمیان اتفاق و اتحاد ہو سکے یہ بات انتہائی ناممکن ہے۔ اس کی صرف ایک صورت ہو سکتی ہے کہ تمام عالم اسلام دماغی امراض میں مبتلا ہو جائے اور کسی ہسپتال میں اس جنون کے علاج کے لئے داخل ہوں (العیاذ باللہ)۔

(خدا کی پناہ)۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں عقل کی نعمت سے نوازا ہے اس لئے کہ مکلف ہونے کے لئے عقل کا ہونا شرط ہے۔ ایمان کی دولت کے بعد کائنات میں سب سے بڑی نعمت عقل کی دولت ہے۔

**اہل اسلام کی دوستی** اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اہل اسلام ہر اس شخص سے محبت رکھتے ہیں جو صحیحہ الایمان مومن ہو اور

اہل ایمان میں تمام اہل بیت رسول علیہ السلام بھی (پانچ یا بارہ) کا عدد مقرر کئے بغیر بھی شامل ہیں۔ اور ان مومنین میں اولین طور پر وہ (عشرہ مبشرہ) اہل صحابی ہیں جن کو حضور علیہ السلام نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی۔ ان کی تکفیر کے اسباب میں اتنی بات ہی کافی ہے کہ حضور علیہ السلام کے اس قول کی مخالفت کریں کہ یہ دس صحابہ جنتی نہیں اور ایسا ہی اہل اسلام تمام صحابہ سے محبت کرتے ہیں۔ جنکے کندھوں پر اسلام اور عالم اسلام قائم ہوا ہے۔ حق اور خیر کا نشو و نما اسلامی ممالک کی زمین پر ان کے خون سے ہوا ہے۔ اور صحابہ کی جماعت کے بارہ میں شیعہ نے حضرت علیؑ اور ان کے بیٹوں پر جھوٹ باندھا ہے کہ یہ ان کے دشمن تھے حالانکہ صحابہ کرام کی حضرت علیؑ کے ساتھ معاشرت بھائیوں کی طرح تھی۔ ایک دوسرے سے محبت و تعاون کرنے والے اور اسی محبت و دوستی پر دنیا سے رخصت ہوئے۔ سب سے سچی ذات باری تعالیٰ نے ان کی تعریف اپنی کتاب کی سورۃ الفتح میں فرمائی۔ قرآن ایسی کتاب

۱۔ اسمائے مبارکہ عشرہ مبشرہ :- سیدنا ابوبکر صدیقؓ - فاروق اعظمؓ (عمر الخطاب) عثمان غنیؓ - علی المرتضیٰؓ - طلحہؓ - زبیرؓ - العوامؓ - عبد الرحمنؓ بن عوفؓ - سعد بن ابی وقاصؓ - سعید بن زیدؓ - ابو عبیدہؓ بن الجراحؓ۔



ہے کہ باطل اس کے پاس آگے اور پیچھے کسی طرف سے نہیں آسکتا۔ لَا يَأْتِيهِ  
الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ الْآيَةُ۔

اس پاک کلام میں صحابہؓ کے بارے میں ارشاد ہے:-

أَشَدَّ أَعْوَى الْكُفَّارِ رُحْمَاءُ كَفَرُوا بِسُخْتِ هِيٍّ أَوْ آسِ مِ  
بَيْنَهُمْ۔ مہربان ہیں۔

دوسرے مقام پر سورۃ الحديد میں فرمایا ہے:-

لَا يَسْتَوِي مَنَافِقُ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ  
قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلٍ أُولَئِكَ أَكْثَرُ  
دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ  
وَقَاتِلُوا وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى  
نہیں برابر تم میں سے وہ شخص کہ جس نے خرچ کیا  
پہلے فتح مکہ سے اور لڑائی کی تھی۔ یہ لوگ بڑے ہیں  
درجوں میں ان لوگوں سے کہ خرچ کیا انہوں نے  
پیچھے اس سے اور لڑائی کی اور ہر ایک کو  
وعدہ دیا ہے اللہ نے اچھا۔

اور کیا اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کا خلاف کرے گا؟ ہرگز نہیں۔

اور ایک مقام پر فرمایا:-

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ  
تم بہترین امت ہو تھیں انسانوں کے نفع  
کے لئے نکالا گیا ہے۔

حضرت علیؓ کی اپنے

## چاروں خلفائے راشدین کی باہمی محبت

راشدین سے محبت کا بین ثبوت یہ ہے کہ انہوں نے حسنؓ و حسینؓ اور ابن الحنفیہؓ  
کے بعد والے بیٹوں کے نام ابو بکر۔ عمر اور عثمان رکھے اور اپنی بیٹی ام کلثومؓ  
الکبریٰ کو حضرت عمرؓ کے نکاح میں دیا۔ حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد اپنے  
چچا زاد بھائی محمد ابن جعفر بن ابی طالب کے نکاح میں آئیں۔ عبد اللہ بن جعفر

ابن ابی طالب (ذوالجناحین) نے اپنے ایک بیٹے کا نام ابو بکر دوسرے  
کا نام معاویہ رکھا۔ اور انہوں نے آگے اپنے بیٹے کا نام یزید رکھا۔ اس لئے  
بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ یزید لچھے اخلاق رکھتا تھا۔ یزید کے بارے  
میں محمد بن حنفیہ بن علی بن ابی طالب کی رائے آگے ملاحظہ فرمائیے۔

## ہم کیوں ظہار برأت کریں

اتفاق و اتحاد کی قیمت ہم سے جو  
مذہب شیعہ وصول کرنا چاہتا ہے  
وہ ہے اصحاب نبی علیہ السلام سے اعلان برأت اور ان کی شان میں وہی  
گستاخیاں جو وہ کر رہے ہیں، تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں پہلے خطا وار بقول  
ان کے حضرت علیؓ شمار ہوں گے کہ انہوں نے خود اپنے بیٹوں کے نام ابو بکر،  
عمر، عثمان رکھے۔ اور اس سے بھی بڑی غلطی اپنی بیٹی ام کلثوم کو حضرت عمرؓ  
کے نکاح میں دینا ہے۔ اور پھر امام محمد بن حنفیہ بن علیؓ نے یزید کے بارے  
میں جو شہادت دی ہے اس میں وہ جھوٹے ثابت ہونگے۔ جب اُن کے  
پس عبد اللہ بن زبیر کا قاصد عبد اللہ بن مطیع یزید کے خلاف تعاون حاصل کرنے  
کے لئے آیا تو اُس نے یزید کے بارے میں کہا کہ وہ شراب پیتا ہے اور نماز کو  
چھوڑ دیتا ہے اور قرآن پاک کے حکم سے تجاوز کرتا ہے تو اس کے جواب میں  
محمد بن علیؓ نے فرمایا جیسے کہ البدایہ النہایہ جلد ۲ ص ۲۳ میں ہے۔ جن چیزوں کا  
تذکرہ تم کر رہے ہو ان میں سے میں نے اس میں کوئی بھی نہیں دیکھی میں اس کے پاس  
گیا اور اسکے پاس مقیم ہوا میں نے اسے ہمیشہ نماز کا پابند اور اچھائی کی تلاش  
کرنے والا پایا۔ مسائل فقہ کو پوچھتا تھا اور سنت رسول علیہ السلام کی تابعداری  
کرتا تھا۔ ابن مطیع اور اس کے ساتھیوں نے عرض کیا۔ حضرت یہ سب کچھ اس  
کی ظاہر داری اور تصنع ہے۔ آپ نے جواب دیا اسے مجھ سے کیا خوف تھا



اور کونسی لالچ تھی کہ وہ تصنع کا مظاہرہ کرتا۔ اور کیا اس نے تم سے شراب پینے کی بات کی ہے اور تمہیں مطلع کیا ہے تو پھر تم شراب پینے میں اس کے شریک ہو۔ اور اگر اس نے تمہیں کوئی اطلاع نہیں دی تو پھر تمہارے لئے حلال نہیں کہ اس بات کی شہادت جس کا تمہیں علم ہی نہیں تو انہوں نے عرض کیا اگرچہ ہم نے اس کو دیکھا تو نہیں مگر ہمارے نزدیک یہ بالکل حق ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے انکار فرماتے ہیں اور حکم دیتے ہیں: - اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ "شہادت حق وہ ہے کہ اس کا علم ہو۔ میں تمہارے ساتھ اس کام میں شریک نہیں ہوں۔

جب حضرت علیؓ کی اولاد کی پیروی تک کے بارے میں یہ شہادت ہے تو ہم شیعہ کے کہنے سے حضرات صحابہ کرام (باستثناء انبیاء علیہم السلام) اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سے بہتر ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عمرو بن عاصؓ اور دیگر تمام صحابہ جنہوں نے ہمارے تک اللہ تعالیٰ کی کتاب کو اور جناب رسول اللہ علیہ السلام کے مبارک طریقوں کو پہنچایا ہے اور ہمیں یہ عالم اسلامی دیا ہے جس میں رہ رہے ہیں ان حضرات کو نہیں چھوڑ سکتے۔ بلاشبہ قرب و اتحاد کے لئے شیعہ جو ہم سے قیمت مانگتے ہیں اور سودا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ زبردست خسارہ کا سودا ہے۔ اپنی تمام متاعِ ثمین دے کر صرف خسارہ ہی لینا ہے تو اس قسم کے خسارہ کا سودا کرنے والا حق ہے۔ اس لئے کہ ولایت اور برأت جن کی بنیاد پر مذہب شیعہ قائم ہے، جس کو نصیر طوسی نے ثابت کیا ہے اور نعمت اللہ اور خونساری نے اس کی تائید کی ہے۔ اس کا سولے اسکے کوئی مقصد نہیں ہو سکتا کہ دین اسلام کو بدل دیا جائے اور جن حضرات کے کاندھوں پر اسلام کی عمارت کھڑی ہے

ہم نیکو کے بارے میں محمود احمد عباسی دہلوی کا رد کا نظریہ کہ وہ حلیف راشد تھا وغیرہ۔ ہم سے باطل سمجھتے ہیں اسکے بارے میں مارا موقوف وہی ہے جو امام اعظم ابو حنیفہ اور اکابر علما دیوبند کا ہے۔ وہ اپنے دور کے صلح کے مقابلے میں فاسق تھا۔ اس لئے یہ قاضی

ان سے دشمنی کی جلائے۔ بلاشبہ انہوں نے جھوٹ کہا ہے کہ صرف ان کا فرقہ ہی نجات پانے والا ہے جو تمام اہل اسلام سے مخالف ہے۔

### اسماعیلیہ فرقہ

اسماعیلی فرقہ بھی عقائد میں دوسرے شیعہ فرقوں کی طرح ہے اور اہل اسلام کی مخالفت میں دیگر شیعہ فرقوں کے برابر ہے ان میں فرق صرف آل بیت کی محبت میں بعض افراد کے تعین کا ہے۔ امام جعفر صادقؓ تک تو دونوں مشترک ہیں۔ آگے امامیہ فرقہ والے موسیٰ بن جعفر اور ان کی نسل کی ولایت کے مدعی ہیں اور اسماعیلیہ فرقہ والے اسماعیل بن جعفر اور ان کی اولاد کی ولایت اور محبت کے دعویدار ہیں۔ اسماعیلیہ فرقہ والوں کو اماموں کے بارے میں انتہائی غلو نے اقلیت بنا دیا ہے اور خاص طور پر صفوی حکومت کے دور میں امامیہ کے حسد کی وجہ سے نیز مجلسی اور ان کے معاونین کے ہاتھوں اور نقصان اٹھانا پڑا مگر اب اس غلو میں اسماعیلیہ سب کے سب بلا استثناء برابر ہیں اور اس کا اعتراف ان کے ایک بڑے عالم آیت اللہ امامقانی نے اپنی کتاب الجرح والتعلیل میں کیا ہے۔ جہاں انہوں نے متقدمین غالبوں کے عقائد کا ذکر کیا ہے وہیں انہیں یہ کہنا پڑا ہے کہ:-

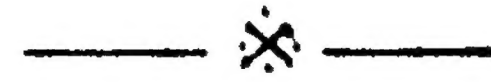
"جو غلو اسماعیلیوں میں تھا وہ اب تمام شیعہ کی ضروریات مذہب میں شمار ہونے لگا ہے۔"

اب دونوں میں کوئی فرق نہیں رہا۔ صرف شخصیتوں کا فرق ہے۔ اماموں کو



مقام الوہیت تک پہنچانے میں اور رسول اللہ علیہ السلام سے اونچا مرتبہ دینے میں بھی دونوں یکساں ہیں۔ جیسا کہ امامیہ کے شیخ محمد حسن شتانی نے حضور علیہ السلام کی جنت دوزخ آسمان و زمین کی پیدائش کی خبروں کو سچا ماننے اور تصدیق کو ضروری نہیں قرار دیا۔ اور اس کے مقابلہ میں اپنے اماموں کی طرف اور خاص طور پر بارہویں موبہوم امام کی طرف وہ باتیں منسوب کرتے ہیں اور انہیں یونانیوں کی طرح خدائی کے مقام تک پہنچاتے ہیں۔

اتفاق و اتحاد کا شیعہ اور تمام اسلامی فرقوں کے درمیان غیر ممکن ہونے کا سبب ان کا اہل اسلام سے اصول میں اختلاف ہے۔ جیسا کہ نصیر الطوسی نے اعلان کیا ہے۔ نعمت اللہ موسوی اور باقر خونساری نے اس کی تائید کی ہے۔ اور ہر شیعہ اس کا یقین رکھتا ہے۔ یہ تو باقر مجلسی کا دور تھا اب تو حالت پہلے سے بھی زیادہ سخت اور پریشان کن ہے۔



## شیعہ خود ہی اتحاد کو نہیں چاہتے بلکہ ان کا مقصد مذہب کی اشاعت ہے

بے کھٹکا یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ شیعہ امامیہ ہی اتحاد و اتفاق کو نہیں

چاہتے۔ اس کے لئے انہوں نے قربانی دی اور مال کو خرچ کیا۔ تاکہ اتفاق کی دعوت صرف ہمارے علاقوں (سنیوں) میں چلے۔ اور شیعہ ریاستوں میں دنی سی آواز بھی اتفاق کی نہیں اٹھنے دی اور نہ ہی اس کی طرف کوئی قدم اٹھایا۔ اور ان کی درسگاہوں میں بھی اتفاق و اتحاد کے کوئی نشانات نہیں پائے جاتے۔ اس لئے یہ دعوت یک طرفہ ہو کر رہ گئی ہے۔ جیسا کہ ہم نے مضمون کے آغاز میں ذکر کیا۔ یہ دعوت اس طرح ہے کہ بجلی کے تاروں کو سالبہ سے اور سالبہ کو موجبہ سے نہ ملا یا جگا تو کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوتا۔ ایسے ہی اس محنت کا بھی کوئی نتیجہ نہیں۔ یہ بچوں کا کھیل اور بے مقصد محنت ہے۔

اس کا فائدہ جمعی ہو سکتا ہے کہ شیعہ حضرات ابو بکرؓ اور عمرؓ اور تمام صحابہ کرام پر لعن طعن کو ترک کر دیں اور صحابہ سمیت دیگر اہل ایمان سے برأت و تبرے سے باز آجائیں اور اہل بیت کے بزرگ اماموں کو بشریت کے مقام سے بڑھا کر خدائی کے مرتبہ تک یونانیوں کی طرح پہنچانے کو چھوڑ دیں۔ اس لئے کہ ان کے اس قسم کے افکار (اسلام پر ظلم و عدوان ہے اور دین اسلام کو جس پہنچ پر رسول اللہ علیہ السلام اور صحابہ کرام نے بشمولیت سیدنا علیؓ اور ان کی اولاد نے آنے والی امت کے لئے چھوڑا رکھا۔ اس راستے کو یکسر بد لنا ہے اور اگر شیعہ نے اسلام، عقائد اسلام اور اس کی تاریخ پر اپنی زیادتی و تعدی کو نہ چھوڑا اور اپنی اس روش کو نہ تبدیل کیا تو یہ تمام اہل اسلام سے اصولی مخالفت کر کے خود ہی تنہا رہ جائیں گے۔ اور یہ مسلمانوں سے علیحدہ شمار ہونگے۔

ہم نے اس مقالہ میں ایک حقیقت کی طرف ہلکا سا اشارہ کیا



تھا کہ کمیونزم کا اثر جو عراق میں بڑھتا چلا جا رہا ہے اور ایران میں حزب تودہ کے ذریعے دیگر اسلامی ملکوں کی نسبت سے بہت زیادہ ہے۔ یہ شیعہ مذہب کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس لئے کہ دونوں ملکوں میں کمیونزم کو اختیار کرنے والے ابنائے شیعہ میں سے ہیں۔

ان نوجوانوں نے اپنے مذہب کو خرافات و اوهام اور اکاذیب میں ڈوبا ہوا پایا ہے۔ جس کا عقل و فہم کی دنیا سے کوئی علاقہ نہیں اور دوسری طرف ان کے سامنے کمیونزم کی منظم دعوت ہے اور مختلف زبانوں میں لٹریچر ہے جس میں علمی اور اقتصادی وغیرہ پروگرام کر کے انہوں نے نوجوانوں کو اپنے چنگل میں پھانس لیا ہے۔ اور اگر یہ نوجوان دین اسلام کو اسکے فطرتی اصولوں سے پہچانتے اور شیعہ مذہب کے واسطے کے بغیر اس کو پڑھتے تو یقیناً اس گڑھے میں گرنے سے بچ جاتے۔

## فتنہ بابیہ

ایک صدی سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا کہ ایران میں فتنہ باب کھڑا ہوا علی بن شیرازی نے دعویٰ کیا کہ وہ آنے والے امام مہدی کا باب (دروازہ) ہے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد اُس نے مزید ترقی کی اور دعویٰ کر دیا کہ :- مہدی منتظر وہ خود ہی ہے۔ ایرانی شیعہ میں سے بہت سے لوگ اس کے پیروکار ہو گئے۔ ایرانی حکومت نے طے کیا کہ اُسے آذربائیجان کی طرف جلاوطن کر دیا جائے اس لئے کہ وہاں کی آبادی سنی حنفی مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ متبع سنت ہونے کی وجہ سے ان میں خرافات و اوهام کے گڑھے میں گرنے

سے بچنے کی طاقت ہے۔ بخلاف شیعہ کے کہ اوہام پر ہی ان کی عمارت کی بنیاد ہے اس لئے ان کے لئے اس دھوکہ میں پھنسا اور اس قسم کی دعوت پر لبیک کہنا آسان ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس کو کسی شیعہ آبادی کے علاقہ کی طرف جلاوطن نہیں کیا۔ جیسا کہ شیعہ مذہب کی ان کچی باتوں اور خرافات کی وجہ سے بابیوں اور بہائیوں کو ماضی میں کامیابی ہوئی ہے۔ اب جبکہ شیعہ مذہب کے نوجوانوں میں بیداری پیدا ہو رہی ہے تو وہ ان بے بنیاد کو جن کی تصدیق عقل انسانی کے بس میں نہیں ہے، چھوڑ رہے ہیں اور کمیونزم کی دعوت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ کمیونسٹ انہیں پر تپاک طریقے سے گلے لگا رہے ہیں۔ اور خوشامدید کہتے ہوئے انہیں گود میں لے رہے ہیں۔ چنانچہ کمیونزم کو عراق و ایران میں دیگر ممالک سے زیادہ معاونین میسر آئے۔

یہ چند معروضات اس بنا پر پیش کی گئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان کے ذمہ اپنی ذات عالی اور جناب رسول علیہ السلام اور مسلمانوں کے حقوق رکھے ہیں۔ ان کو ادا کرنے اور حق نصیحت ادا کرنے میں

۱۔ شاہ ایران کی حکومت کے خاتمہ پر خمینی (نقلاب) نے جو تشدد کا راستہ اختیار کیا ہے اس سے نوجوانوں میں مزید اسلام کے خلاف نفرت پیدا کی ہے جسکی وجہ سے کمیونزم کی راہ ہموار ہو رہی ہے اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈے کے مواقع فراہم ہو رہے ہیں۔ (مترجم)



کو تا ہی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین و ملت اور عالم اسلام کے اتحاد کی حفاظت فرمائے۔ اسلام کو نقصان پہنچانے والوں اور اسکے خلاف سازش کرنے والوں کی شر سے قیامت تک محفوظ فرمائے۔ آمین۔  
مُحِبُّ الدِّينِ الْخَطِيبُ -

## اصحاب رسول علیہ السلام

— اَنْحَافُ نُوْرٍ مُّحَمَّدٍ اَنْوَرُ —

دین و ملت کے طرفدار تھے اصحاب رسولؐ  
حمت حق کے طلبگار تھے اصحاب رسولؐ  
زندگی انکی بسر خدمتِ ملت میں ہوئی  
حُبِ یاران نبی پاک کے جذبے کے سبب  
انکی سطوت کے گواہ آج بھی بدر و حنین  
انکے ہر عزم و عمل سے تھا ہر اسان باطل  
کرتے تھے جان و مال بچھاؤ حق پر  
انکی ہیبت سے ہوئے قیصر و کسر بے نابو  
ان پر راضی ہے خدا اور خدا کا محبوب  
دشمن دیں چھپٹ پڑتے تھے شیروں کی طرح

ہونہ کیوں دہریں نام ان کا فروزاں نود  
عاشق احمد مختار تھے اصحاب رسولؐ

## قریشی دواخانہ کی چند مفید اور مجرب دوائیں

بعض انتہائی تکلیف دہ امراض کی مجرب اور مفید ترین دوائیں جن سے شافی مطلق نے بہت سے لوگوں کو شفا بخشی ہے وہ پیش خدمت ہیں :-

- ① اکسیر اکھڑا — اکھڑا کے مرض میں بچے پیدا ہونے کے بعد جلد فوت ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا رنگ نیلا۔ سیاہ۔ زرد ہو جاتا ہے۔ اس کا سبب ماں کے خون کا فساد ہوتا ہے۔ یکمل کورس تین ماہ قیمت ۱۰۰/۰۰ روپیہ
  - ② اکسیر مرگی — مرگی کے لئے جو انتہائی تکلیف دہ بیماری ہے چار ماہ کا کورس — قیمت ۱۲۰/۰۰ روپیہ
  - ③ تریاق اوجاع — جوڑوں کا درد۔ خاص طور پر چالیس برس سے اوپر کے افراد کے لئے۔ تین ماہ کا کورس۔ قیمت ۹۰/۰۰ روپیہ
  - ④ تریاق بصارت — نگاہ کی اکثر خرابیوں کے لئے انتہائی مفید ہے۔ خاص طور پر قریب کی نگاہ کم ہو جانے کے لئے مسلسل استعمال سے نگاہ میں تیزی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور بعض مریضوں کو چشمہ کی ضرورت بھی نہیں رہتی۔ قیمت فی شیشی ۵۰/۰۰ روپیہ
- نوٹ: قیمتیں اندرون ملک کے لئے ہیں۔

قریشی دواخانہ محلہ اندرون حسن ابدال ضلع اٹک پاکستان